قتل کا پروگرام

اشتیاق احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

محمود، فاروق، فرزانہ اور

انسپکٹر جمشید سیریز 670

قتل کا پروگرام

اشتیاق احمد

کیا!!!

"دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے... سب فنا ہونے والا ہے... آخرت اور جو کچھ آخرت میں ملنے والا ہے' وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے... لہٰذا میں آج رات جاسم بلا کو قتل کر دوں گا۔"

یہ عجیب و غریب پیغام فون پر انسپکٹر جمشید کو سنایا گیا... وہ بری طرح چونکے۔

"کیا کہا آپ نے... ذرا پھر کہیے۔"

"فون بند ہو چکا تھا... انہوں نے حیران ہو کر اپنے آپ کو دیکھا... جیسے دیکھنا چاہتے ہوں' وہ ہوش میں تو ہیں' سو تو نہیں رہے... وہ اپنے دفتر میں تھے... اور دوپہر کا وقت تھا... انہوں نے فون کی گھنٹی بجائی... بابا فضل اندر داخل ہوا:

"جی جناب!"

"اکرام کو بلائیں۔"

"جی اچھا..." اس نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

ایک منٹ بعد اکرام اندر داخل ہوا:

"السلام علیکم سر۔"

"وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ... اکرام آج کیا دن ہے۔"

"جی... جمعرات۔" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"اور دن کے کتنے بجے ہیں۔"

"جی سوا بارہ بجے ہیں۔"

"کیا میں اس وقت تمہیں ہوش و حواس میں نظر آرہا ہوں۔"

"آپ... جی ہاں... کیوں نہیں... آپ بالکل ہوش و حواس میں ہیں۔"

"تب پھر مجھے فون پر ایک پیغام دیا گیا ہے... اور اس پیغام کے الفاظ یہ ہیں 'دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب فنا ہونے والا ہے... آخرت اور جو کچھ آخرت میں ملنے والا ہے ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔'"

"پیغام تو بالکل درست ہے سر... اس پر تو ہمارا ایمان ہے... آپ کیوں پریشان ہیں۔"

"پیغام ختم نہیں ہوا... تم نے پیغام کا اگلا حصہ نہیں سنا... ان الفاظ کے بعد اس نے کہا ہے 'لہٰذا میں آج رات جاسم بلا کو قتل کر دوں گا۔'"

"جاسم بلا..." اکرام چونکا۔

"ہاں... ہم جانتے ہیں... پورے شہر میں اس نام کے صرف ایک صاحب ہیں... اور وہ ہیں ہمارے ملک کے مشہور صنعت کار جاسم بلا... ان کے کارخانے ہیں... فیکٹریاں ہیں... زمینیں ہیں...

دوسرے ملکوں میں کاروبار ہیں... اس حد تک پھیلا ہوا کاروبار ہے کہ ہم شاید پوری طرح اس بارے میں جانتے بھی نہیں ہوں گے... ہاں محکمہ انکم ٹیکس والوں کے پاس ان کے بارے میں پوری معلومات ضرور ہوں گی... گویا فون کرنے والے کا اعلان ہے کہ آج رات وہ انہیں قتل کر دے گا... آخر کیوں... جب کہ اس کے اپنے خیالات بہت اچھے ہیں... پاک ہیں... تو وہ آخر ایسا کیوں کرے گا۔"

"آپ نے اس سے پوچھنے کی کوشش نہیں کی سر۔"

"پوچھا تھا لیکن اس سے پہلے ہی وہ فون بند کر چکا تھا..."

عین اس لمحے فون کی گھنٹی بجی... انسپکٹر جمشید نے ریسیور اٹھایا... تو دوسری طرف آئی جی شیخ نثار احمد کہہ رہے تھے:

"السلام علیکم جمشید... آج رات صدر صاحب کی جاسم بلا کے ہاں دعوت ہے... جاسم بلا اپنے لیے خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔ کسی نے انہیں فون پر بتایا ہے کہ آج رات وہ انہیں قتل کر دے گا... لہٰذا تم وہاں پہنچ جاؤ... اور تم تمام وقت وہاں رہو گے... اگر یہ کسی کا مذاق نہیں ہے تو قتل کی سازش کو ناکام بنانا تمہارا کام ہو گا... کیا سمجھے۔"

"ج... جی... جی ہاں۔" انہوں نے بوکھلا کر کہا۔

"کیا بات ہے... تمہاری آواز سے پریشانی ٹپک رہی ہے۔"

"ابھی ابھی اس نامعلوم آدمی نے مجھے بھی فون کیا تھا۔"

"اوہ... اور... اور اس نے کیا کہا تھا۔"

انہوں نے فون پر سنائی دینے والا پیغام انہیں سنایا...

"ارے باپ رے... تب تو جمشید... ان کے خلاف سازش کی گئی ہے۔"

"اچھی بات ہے سر... میں اکرام کے ساتھ وہاں چلا جاتا ہوں..."

"ہاں! فوراً پہنچو وہاں... ویسے یہ جاسم بلا تو بہت اچھے اور نیک آدمی ہیں... کوئی کیوں ان کے پیچھے پڑ گیا۔"

"اچھے اور نیک آدمیوں کے بھی دشمن ہوتے ہیں سر۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے... میں... میں سوچ رہا ہوں جمشید... اگر صدر صاحب کی موجودگی میں وہاں جاسم بلا قتل ہو گئے تو یہ کس قدر خوفناک بات ہو گی۔"

"ان شاء اللہ ایسا نہیں ہو گا... ویسے بہتر یہ ہو گا... صدر صاحب آج رات وہاں نہ جائیں۔"

"کیا بات کرتے ہو تم... جاسم بلا آج رات اپنی پچاسویں سالگرہ منا رہے ہیں... صدر صاحب ان کے دوست ہیں... بھلا ہم کیسے ان سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ وہاں نہ جائیں۔"

"اگر آپ اجازت دیں تو میں ان سے یہ بات کہہ دوں۔"

"نہیں... بالکل نہیں... ہمیں اپنا کام کرنا ہے... جاسم بلا کی حفاظت کا انتظام کرنا ہے اور بس۔" وہ بولے۔

"او کے... پھر میری ایک اور درخواست ہے۔"

"ہاں کہو۔" انہوں نے کہا۔

"آپ بھی وہاں موجود ہوں۔"

"وہ تو ظاہر ہے... صدر صاحب وہاں جا رہے ہیں... میں کیسے وہاں نہیں جاؤں گا۔"

"بہت خوب... شکریہ۔"

اور فون بند کر دیا گیا... اسی وقت پھر ان کے فون کی گھنٹی بجی... اسی نامعلوم آدمی کی آواز پھر سنائی دی:

"رات کے ٹھیک آٹھ بجے تک اگر جاسم بلا نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا تو میں انہیں موت کے گھاٹ نہیں اتاروں گا۔"

"جرم کا اقرار... کون سے جرم کا اقرار۔"

فون بند ہو چکا تھا... انسپکٹر جمشید چکرا کر رہ گئے۔

"کیا ہوا سر۔"

"اسی نامعلوم آدمی کا فون تھا... اب اس نے کہا ہے کہ رات کے آٹھ بجے تک اگر جاسم بلا نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا تو وہ انہیں قتل نہیں کرے گا۔"

"اوہ... حیرت ہے... کمال ہے۔" اکرام کے منہ سے نکلا۔

"جملہ درمیان میں چھوڑ دیا اکرام۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی کیا مطلب۔" وہ چونکا۔

"اگر محمود، فاروق یا فرزانہ میں سے کسی نے یہ جملہ کہا ہوتا تو وہ یوں کہتا... حیرت ہے... کمال ہے... افسوس ہے..."

"اوہ ہاں!" اکرام ہنسا۔

"میرا خیال ہے... ہمیں وہاں چل کر جاسم بلا سے ملاقات کر لینی چاہیے... وہاں کے انتظامات کا جائزہ لے لینا چاہیے... سازش کرنے والا شاید اپنا کام پہلے ہی کر چکا ہے... میرا مطلب ہے... اس وقت وہ خود تو کچھ کرتا نظر آئے گا نہیں، اس نے جو کاروائی کر رکھی ہے... ہمیں تو اس کا سراغ لگانا ہوگا۔"

"بالکل ٹھیک کہا آپ نے۔"

"تب پھر چلتے ہیں۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

اپنی جیپ میں وہ جاسم بلا کے محل کے سامنے پہنچے... جاسم بلا کا محل پورے شہر میں سب سے بڑی اور سب سے خوب صورت عمارت تھی... ایسی خوب صورت رہائش تو بالکل صدر کے پاس بھی نہیں تھی... جاسم بلا کی دو بیویاں تھیں اور نو بچے... ملازمین کی فوج الگ... ان کے محل میں محل کا انتظام چلانے کے لیے باقاعدہ ایک دفتر بھی تھا... اس دفتر میں بہت پڑھے لکھے لوگ ملازم تھے... آج کی عوت کا انتظام انہی پڑھے لکھے لوگوں کے ذمے تھا...

پہرے داروں نے سنگین لگی رائفلیں ان کی طرف تان دیں۔

"خبردار... وہیں رک جائیں... آپ لوگ اس جگہ سے آگے نہ آئیں... نہ کار کو لائیں... ہمارا ایک آدمی آپ تک آئے گا... وہ دیکھے گا... آپ کون ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" وہ مسکرا دیے۔

پھر ایک پہرے دار ان کے نزدیک آگیا۔

"ہاں! کیا بات ہے جناب... ویسے تو آپ سرکاری لوگ نظر آتے ہیں۔"

"محکمہ سراغرسانی سے تعلق ہے... جاسم بلا صاحب نے صدر صاحب کو فون کیا تھا... وہ خطرہ محسوس کر رہے ہیں... لہٰذا ہمیں بھیجا گیا ہے۔"

"آپ کو ان کے دفتر کے انچارج سے بات کرنا ہوگی پہلے... وہ جاسم بلا سے اجازت لیں گے... پھر آپ کو اندر بھجوا دیں گے۔"

"ٹھیک ہے..." انہوں نے سر ہلایا۔

اب ایک پہرے دار انہیں ایک طرف لے چلا... اندر سے محل کو دیکھ کر ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں... ایک شاندار دفتر کے باہر پہرے دار رک گیا۔

"غوری صاحب اندر ہیں... آپ چلے جائیں... فون پر انہیں بتایا جا چکا ہے آپ کے بارے میں۔"

"اچھا شکریہ۔" وہ بولے۔

پہرے دار جانے کے لیے مڑ گیا... وہ اندر داخل ہوئے... اندر ایک نوجوان آدمی میز کی دوسری طرف بیٹھا تھا... میز پر تین فون رکھے تھے اور فائلیں اور کاغذات ایک ترتیب سے موجود تھے۔

"انسپکٹر جمشید اور سب انسپکٹر اکرام صاحبان؟" اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"جی ہاں۔"

"فرمائیے... آپ کیسے تشریف لائے... آج کے پروگرام میں آپ کا تو کوئی بھی ذکر نہیں ہے۔" اس نے اپنے سامنے دیوار پر لگے چارٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تھوڑی دیر پہلے آئی جی صاحب نے فون کیا تھا... انھوں نے بتایا ہے کہ جاسم بلا صاحب اپنے لیے خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔ لہٰذا یہاں میری ڈیوٹی لگائی گئی ہے... اس سلسلے میں میرا ان سے ملنا بہت ضروری ہے۔"

"خطرہ... جاسم بلا محسوس کر رہے ہیں؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں! آپ کو اب تک یہ اطلاع نہیں ملی۔"

"بالکل نہیں... یہاں ایسی کوئی بات نہیں... یوں بھی ان کی نہ تو کسی سے دشمنی ہے... نہ وہ کسی سے دشمنی رکھتے ہیں... وہ تو بہت زیادہ نرم مزاج انسان ہیں... دوسروں کا خیال رکھنے والے... بھلا کسی کو ان سے ایسی شکایت کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ انھیں نقصان پہنچانے پر تل گیا ہو۔"

"فون کرنے والے نے یہ تو نہیں بتایا کہ اسے ان سے کیا دشمنی ہے... لہٰذا ہم ان سے مل کر کوئی رائے قائم کر سکتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے... اگرچہ یہ ملاقات آج کے پروگرام میں شامل نہیں اور ایسی ہر بات کو وہ ناپسند کرتے ہیں... لیکن چونکہ آپ

نے صدر صاحب کا حوالہ دیا ہے... لہٰذا میں ان سے بات کرتا ہوں۔"

اس نے ایک فون کا ریسیور اٹھایا... اور بولا۔

"سر... انسپکٹر جمشید آئے ہیں... انھیں آئی جی شیخ نثار احمد نے یہاں بھیجا ہے... آپ نے صدر صاحب کو فون کیا تھا کہ آپ اپنے لیے خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔"

"میں... اپنے لیے خطرہ محسوس کر رہا ہوں..." جاسم بلا کی آواز کمرے میں گونجی۔

"کیا مطلب... کیا یہ بات درست نہیں ہے سر۔"

"بالکل نہیں۔"

"اور کیا آپ نے اس سلسلے میں صدر صاحب سے کوئی بات نہیں کی۔"

"جب کوئی بات ہے ہی نہیں تو بات کیسے کرتا۔"

"اوہ... یہ تو پھر حیرت انگیز بات ہو گئی۔"

"مجھے کوئی خطرہ نہیں... آپ انھیں یہیں سے واپس بھیج دیں... شکریہ کہہ کر۔"

"آپ نے سن لیا" غوری ان کی طرف مڑا۔

"کیا میں یہاں سے ایک فون کر سکتا ہوں۔"

"جتنے جی چاہیں... فون کریں..." وہ مسکرا دیا... اور ایک فون ان کی طرف سرکا دیا۔

انسپکٹر جمشید نے آئی جی صاحب کے نمبر ملائے... ان کی آواز

سن کر وہ بولے۔

"ہاں جمشید! کیا تم وہاں پہنچ چکے ہو۔"

"پہنچ چکے ہیں سر... لیکن بات اور الجھ گئی ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"جاسم بلا صاحب کا کہنا ہے کہ انہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"کیا!!!" آئی جی صاحب بری طرح چلا اٹھے...

انہیں اس طرح چلاتے سن کر ان کی حیرت اور بڑھ گئی۔

حیرت ہے

چند لمحے بعد پھر ان کی آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب... کیا کہا جمشید تم نے... انہوں نے خود مجھے فون کیا تھا... کہ جاسم بلا کا فون انہیں ملا ہے... اور وہ اپنے لیے خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔"

"اور اب ان کا کہنا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں اور وہ باہر سے ہی مجھے واپس بھجوا رہے ہیں۔"

"ایک منٹ... پہلے میں صدر صاحب سے بات کرلوں۔"

"جی بہتر۔" وہ بولے۔

پھر فون بند کر دیا... تین منٹ بعد انہوں نے پھر فون کیا۔

"ٹھیک ہے جمشید تم لوٹ آؤ۔"

یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔

"شکریہ جناب! ہم چلتے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں۔" غوری نے مسکرا کر کہا۔

وہ باہر نکلے... گیٹ پر پہنچے... پھر جیپ میں بیٹھ گئے... لیکن انسپکٹر جمشید نے جیپ سٹارٹ نہیں کی...

"کیا بات ہے سر۔"

"جاسم بلا خطرے میں ہیں۔"

"کیا... یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں... انہوں نے تو اس بات کی تردید کی ہے۔"

"اس کی کوئی وجہ ہے... یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ جاسم بلا نے فون نہ کیا ہو اور صدر صاحب نے آئی جی صاحب کو بلاوجہ ہدایات دے دی ہوں۔ نہیں اکرام... یہ نہیں ہو سکتا۔"

"لیکن سر... اب اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

"ہم واپس جا رہے ہیں... لیکن اکرام... ذرا سوچو... اگر کل کے اخبارات نے یہ سرخی لگائی کہ جاسم بلا کو قتل کر دیا گیا... تو یہ کس قدر خوفناک خبر ہو گی... وہ ملک کے صدر کے بہت قریبی دوست ہیں... ہل چل مچ جائے گی..."

"پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"کسی نہ کسی طرح ہمیں محل کے اندر اس جگہ جانا ہو گا... جہاں دعوت دی جائے گی... اور حملہ آور کے حملہ کو ناکام بنانا ہو گا... کیونکہ اکرام۔" وہ کہتے کہتے رک گئے۔

"کیونکہ اکرام کیا سر۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"کیونکہ ایسا ہوا تو پھر جاسم بلا کا جرم سامنے نہیں آ سکے گا۔"

"جی.. کیا مطلب؟" اکرام نے بوکھلا کر ان کی طرف دیکھا۔

"اس نے فون پر دوسری بار یہ کہا تھا کہ اگر آج رات آٹھ بجے

تک جاسم بلا نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا تو وہ انہیں ہلاک نہیں کرے گا۔"

"اوہ... اوہ۔" اکرام کے منہ سے نکلا۔

"گویا وہ صرف اتنا چاہتا ہے کہ جاسم بلا سب کے سامنے اپنے جرم کا اقرار کر لیں... خود کو قانون کے حوالے کر دیں... اور اگر وہ ایسا نہیں کریں گے... تو اس صورت میں وہ حرکت میں آئے گا اور انہیں ختم کر دے گا... اور اکرام... اس نے کہا ہے کہ اگر جاسم بلا نے جرم کا اقرار نہ کیا... تو وہ ان پر وار کرے گا... وہ اپنے وار میں کامیاب ہوتا ہے یا نہیں... اس بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"سوال یہ ہے کہ ہم کیا کریں... اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔"

"ہم آئی جی صاحب کے پاس چلتے ہیں... دیکھتے ہیں... وہ کیا کہتے ہیں۔"

"چلئے پھر۔" اکرام نے کندھے اچکائے۔

وہ آئی جی صاحب کے دفتر میں داخل ہوئے۔

"مجھے افسوس ہے جمشید... میں نے تم دونوں کو بلاوجہ تکلیف دی۔"

"لیکن سر... نامعلوم آدمی کا فون جھوٹ نہیں ہو سکتا... کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا... لہٰذا آپ صدر صاحب سے بات کریں... وہ ہمارے لیے وہاں داخلے کی اجازت حاصل کریں۔"

"اچھی بات ہے۔"

انہوں نے صدر صاحب کے نمبر ملائے... اس بارے میں ان سے بات کی... پھر فون بند کر دیا۔

"وہ جاسم بلا سے بات کر کے فون کریں گے۔"

"چلیے یہ ٹھیک ہو گیا۔" انہوں نے مٹھی بند کر کے کہا۔

پھر پانچ منٹ بعد صدر صاحب کا فون موصول ہوا... وہ کہہ رہے تھے۔

"نہیں شیخ صاحب... ان کا کہنا ہے... ان کی وہاں کوئی گنجائش نہیں... اور انہیں کوئی خطرہ سرے سے نہیں ہے، کسی نے یونہی شوشہ چھوڑا ہے..."

"چلیے پھر... بات ختم... آؤ اکرام چلیں۔"

"تم محسوس نہ کرنا جمشید۔"

"ٹھیک ہے سر... کوئی بات نہیں۔"

وہ باہر نکل آئے اور اکرام سے بولے۔

"اب میرا دفتر میں دل نہیں لگے گا اکرام... میں گھر جاتا ہوں... کوئی بات معلوم ہو تو فون کر دینا۔"

"جی اچھا۔"

گھر جانے سے پہلے وہ بچوں کے سکول پہنچے... انہیں بقیہ وقت کے لیے چھٹی دلوائی... ان کے چہروں پر حیرت ہی حیرت نظر آئی تو وہ مسکرائے۔

"آج کیا خاص بات ہے ابا جان... کہیں پکنک منانے کا پروگرام ہے۔" فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"پکنک تم مناؤ گے... میں نہیں۔" وہ مسکرائے پھر بولے۔

"لگتا ہے... کسی جگہ... ایک چکر چلنے والا ہے۔"

"کیا آپ ہم سے کچھ چھپانا چاہتے ہیں۔" محمود نے پوچھا۔

"نہیں! اپنے آپ سے کچھ چھپانا چاہتا ہوں۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"آپ بہت پراسرار نظر آ رہے ہیں... اور وقت سے پہلے دفتر سے آ گئے ہیں... ہمیں بھی سکول سے چھٹی دلوائی ہے... خیریت نہیں ہے شاید۔"

"میرا اندازہ بھی یہی ہے... آؤ چلیں۔"

انہیں جیپ میں بٹھا کر وہ سیدھے پروفیسر داؤد کے ہاں پہنچے... ان کا چہرہ انہیں دیکھ کر کھل اٹھا۔

"بھئی واہ... آج آئے گا مزا... ارے ہم... مگر آج اتوار تو نہیں ہے۔"

"میں نے کب کہا ہے کہ آج اتوار ہے۔"

"تب پھر... تم... اس وقت۔"

"آپ جاسم بلا کو جانتے ہیں۔"

"خان رحمان جانتے ہیں... ان کا دوست ہے۔" وہ بولے۔

"اوہ... اچھا... ایک منٹ۔" یہ کہہ کر انہوں نے فون کی

طرف ہاتھ بڑھایا۔

"کک... کون سے جاسم بلا۔" فرزانہ نے چونک کر پوچھا۔

"میری معلومات کے مطابق اس شہر میں ایک ہی جاسم بلا ہیں۔"

"ان کے بارے میں آپ کیا جاننا چاہتے ہیں۔" وہ بولی۔

"کیا مطلب... تم کیا جانتی ہو ان کے بارے میں۔"

"ان کی دو بیٹیاں ارمانہ اور نغمانہ میرے ساتھ پڑھتی ہیں... میری ان سے علیک سلیک بھی ہے... ایک بار انہوں نے باتوں باتوں میں اپنے والد کا ذکر کیا تھا... لہٰذا کچھ باتیں میں جانتی ہوں ان کی۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات... پہلے تو تم بتاؤ... تم کیا جانتی ہو ان کے بارے میں۔"

"یہ کہ وہ بہت اچھے آدمی ہیں... بے تحاشہ دولت ہے ان کے پاس... ان کا محل بہت عالی شان ہے... ملک کے صدر کے پاس بھی اس قدر عالی شان رہائش نہیں ہے۔"

"یہ باتیں تو ہمیں پہلے ہی معلوم ہیں۔"

"تب پھر آپ کیا جاننا چاہتے ہیں۔"

"ذاتی طور پر وہ کیسے آدمی ہیں۔"

"یہ بات میں نہیں بتا سکتی۔"

"اسی لیے میں خان رحمان کو فون کر رہا تھا۔" وہ مسکرا دیے۔

"چلیے... کریں پھر ان سے بات۔" اس نے کندھے

اچکائے۔

اب انہوں نے خان رحمان کے نمبر ملائے... فوراً ہی ان کی آواز سنائی دی... اور اس طرف سے ان کی آواز سن کر وہ چہکے۔

"بس جمشید... بہت ہو چکی۔" ان کے لہجہ میں جھلاہٹ تھی۔

"بہت ہو چکی... کیا مطلب۔" وہ چونکے۔

"کتنے دن سے میری طرف نہیں آئے۔"

"اوہ! یہ بات ہے... آج ہی ملاقات ہو جائے گی... آج رات تم مصروف تو نہیں۔"

"بہت زیادہ... آج کوئی پروگرام نہ بنانا جمشید... میری دعوت ہے... جاسم بلا کے ہاں۔"

"اسی لیے تو فون کیا ہے۔" وہ ہنسے۔

"کک... کیا مطلب۔"

"صرف تمہاری دعوت ہے یا حامد، سرور اور ناز کی۔"

"ان کی دعوت پہلے ہے۔" وہ بولے۔

"واہ... تب تو مزا رہے گا..." انسپکٹر جمشید خوش ہو گئے۔

"مزا رہے گا... کہاں رہے گا اور کس سلسلہ میں رہے گا مزا۔" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"تم ادھر آ رہے ہو یا ہم تمہاری طرف آئیں۔"

"کیا مطلب... تم اس وقت کہاں ہو۔"

"پروفیسر صاحب کے ہاں۔"

"اگر میری ضرورت وہاں ہے تو میں آجاتا ہوں ... تمہیں میرے گھر میں آکر کوئی کام کرنا ہے تو ادھر آجاؤ۔" انہوں نے کہا۔

"نہیں خان رحمان ... تم ادھر ہی آجاؤ ... اور حامد، سرور اور ناز کو بھی لے کر آنا۔"

"لیکن یہ تو دعوت میں جانے کی تیاری کر رہے ہیں۔"

"کوئی پروا نہیں ... انہیں جس حالت میں بھی ہیں ... بس لے آؤ۔"

"او کے جمشید۔"

جلد ہی وہ چاروں وہاں پہنچ گئے۔

"پروفیسر صاحب ... محمود کے چہرے پر حامد کا ... فاروق کے چہرے پر سرور کا اور فرزانہ کے چہرے پر ناز کا میک اپ کر دیں۔"

"کک ... کیا مطلب۔" پروفیسر اچھل پڑے۔

"یہ کیا کہا تم نے جمشید۔"

"ان تینوں کی جگہ دعوت میں یہ تینوں جائیں گے ... حامد، سرور اور ناز سے معافی مانگتے ہوئے۔"

"نہیں انکل! ایسی کوئی بات نہیں ... ہم آپ کی خاطر ایسی سو دعوتیں قربان کر سکتے ہیں۔" حامد مسکرایا۔

"ارے باپ رے۔" فاروق گھبرا گیا۔

"کیوں ... کیا ہوا۔"

"اب ان کے لیے سو دعوتوں کا انتظام کرنا پڑے گا ... تاکہ یہ ان کو قربان کر سکیں۔"

"حد ہو گئی ... ہے کوئی تک۔" محمود جھلا اٹھا۔

"تک کی ہو نہ ہو ... بات فاروق بھائی کی پسند آئی۔" حامد مسکرایا۔

"یہی تو مصیبت ہے ... بلاوجہ سب لوگ اس کی باتیں پسند کرتے ہیں ..." فرزانہ جل گئی۔

"ہائے بے چارے ... چبانے لگے انگارے۔" فاروق بول اٹھا۔

"آج کل شاعری کر رہے ہو کیا۔" ناز ہنسی۔

"نن نہیں ... میں شاعری نہیں کر رہا ہوں ... بلکہ شاعری مجھے کر رہی ہے۔"

"ایک اور بے تکی بات ... شاعری کیوں کرنے لگی تمہیں ... اس کو کیا پڑی ہے ..."

"بھئی پہلے میک اپ ... پروفیسر صاحب ... ذرا خوب مہارت سے ... سنا ہے ... جاسم بلا کی نظر بہت تیز ہے۔"

"پروگرام کیا ہے جمشید۔" خان رحمان کے لہجہ میں حیرت تھی۔

"حامد، سرور اور ناز کی جگہ تم انہیں لے کر جاؤ گے دعوت

میں۔"

"اوہ... تب پھر میری جگہ بھی تم ہی چلے جاؤ.... مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

"نہیں! یہ پروگرام اسی طرح چلے گا۔"

"جیسے تمہاری مرضی... لیکن مزا کیا خاک آئے گا... جب تم ساتھ نہیں ہو گے.. پروفیسر داؤد صاحب تو خیر میرے ساتھ جائیں گے۔"

"کیوں... میں کیوں جاؤں گا تمہارے ساتھ۔" وہ چونکے۔

"میرے کارڈ پر لکھا ہے... میں کم از کم اپنے تین دوستوں کو ساتھ لا سکتا ہوں۔ یعنی میرے بچوں کے علاوہ' بیگم پہلے ہی ایسی دعوتوں میں جانا پسند نہیں کرتیں۔"

"واقعی... اس طرح تو پروفیسر داؤد بھی ساتھ جا سکتے ہیں.. اور میں بھی... خیر میں نہیں جاؤں گا اس طرح... تم انہیں لے جاؤ۔"

"اور بے چارے حامد، [illegible] اور ناز کیوں نہ جائیں پھر... جب انکل اپنے ساتھ تین دوستوں کو لے جا سکتے ہیں... تو بچوں کو کیوں نہیں لے جا سکتے۔"

"اگر میں تین بچوں کو... دوستوں کی بجائے لے جاتا ہوں... تو پھر پروفیسر صاحب نہیں جا سکیں گے۔" خان رحمان نے پریشان ہو کر کہا۔

"دھت تیرے کی... اب اس کا کیا حل ہے۔"

"حل ہے... بھابھی تو جا نہیں رہیں... ان کی جگہ پروفیسر داؤد جا سکتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"حد ہو گئی... یعنی میں عورت ہوں۔" پروفیسر داؤد نے جھلا کر کہا۔

"آپ ہماری فکر نہ کریں... ہم ایسی دعوتوں کے شوقین نہیں ہیں۔" ایسے میں حامد نے کہا۔

"ہاں واقعی... یہ بالکل پسند نہیں کرتے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے... تم صرف پروفیسر داؤد صاحب کو اور ان تینوں کو ساتھ لے کر چلے جاؤ... یہ تینوں ان کے میک اپ میں جائیں گے۔"

"لیکن جمشید... تم نے ابھی تک نہیں بتایا کہ چکر کیا ہے۔"

"چکر کچھ گہرا ہے... ابھی تک خود میں بھی نہیں سمجھ سکا... ویسے بتا دیتا ہوں... ایک نامعلوم آدمی نے مجھے فون کیا تھا کہ وہ آج رات جاسم بلا کو قتل کر دے گا..."

"ارے باپ رے۔" پروفیسر گھبرا گئے۔

"ادھر مجھے آئی جی صاحب کا فون ملا... ان کا کہنا تھا کہ صدر صاحب آج رات جاسم بلا کی دعوت میں جا رہے ہیں اور جاسم بلا اپنے لیے خطرہ محسوس کر رہے ہیں... لہٰذا میں وقت سے پہلے ہی ان سے مل لوں جا کر۔ چنانچہ میں وہاں گیا... ان کے ایک اسسٹنٹ غوری صاحب سے ملاقات ہوئی... اس نے میری بات جاسم بلا تک پہنچائی..

لیکن انہوں نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ انہیں کوئی خطرہ نہیں ہے... اس پر میں نے آئی جی صاحب سے بات کی... انہوں نے صدر صاحب سے بات کی... اس پر صدر صاحب نے کہا کہ جیسا جاسم بلا کہتے ہیں... ویسے ہی کریں... اب سوال یہ ہے کہ پہلے تو جاسم بلا نے صدر صاحب کو یہ بتایا تھا کہ اپنے لیے خطرہ محسوس کر رہے ہیں... تو پھر انہوں نے مجھ سے ملاقات کرنے سے انکار کیوں کیا... ہمارے لیے الجھن اس بات میں ہے۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"اس لیے آپ انہیں میک اپ میں وہاں بھیج رہے ہیں... یہاں تک کی بات سمجھ میں آ گئی... لیکن خود کیوں نہیں جا رہے... یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔" پروفیسر داؤد الجھن کے عالم میں بولے۔

"میں وہاں جاؤں گا... لیکن کسی اور طرح... وہاں موجود ہوں گا... لیکن آپ لوگ جان نہیں سکیں گے کہ میں کس کے میک اپ میں ہوں۔"

"لیکن جمشید... آخر اس کی کیا ضرورت ہے۔"

"وہ نامعلوم آدمی... جو جاسم بلا کی جان لینا چاہتا ہے... مجھے بہت قریب سے جانتا ہے... وہ بھی جانتا ہے... میں اس دعوت میں شرکت کروں گا... صاف ظاہر ہے... اس طرح وہ تو مجھے دیکھتا رہے گا... اپنی آنکھوں سے میرا تعاقب کرتا رہے گا... لیکن میں اس سے بے خبر رہوں گا... لہٰذا میں بھی وہاں ایسے روپ میں ہوں گا... کہ

اسے پتا نہیں چل سکے گا... میں کہاں ہوں۔"

"واہ... جمشید واہ... یہ تم نے خوب سوچی۔"

"لیکن یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر وہ مجھے وہاں کیوں دیکھنا چاہتا ہے۔"

"ہمارے ذہنوں میں تو اس کی شاید کوئی وجہ نہیں آ رہی۔" محمود نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"خود میں بھی نہیں سمجھ سکا... ابھی تک... لیکن وہاں رہتے ہوئے میں جان لوں گا ان شاء اللہ۔"

"اس کا مطلب ہے... ہم پروگرام پر عمل شروع کریں۔"

"بالکل۔" انہوں نے فوراً کہا... پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اور آپ کہاں جا رہے ہیں..."

"میں ایک دوست کی طرف جا رہا ہوں... اسے ضرور اس دعوت میں بلایا گیا ہو گا... کیونکہ وہ جاسم بلا کا دوست ہے... میں اس کے میک اپ میں وہاں جاؤں گا۔" وہ ہنس دیے۔

پھر وہاں سے نکل گئے... ان کی جیپ ایک بڑی کوٹھی کے سامنے رکی... اتر کر دروازے کی گھنٹی بجائی... دروازے پر نام کی تختی لگی تھی... اس پر راؤ بہادر لکھا تھا... جونہی ملازم باہر نکلا... وہ چونکا۔

"آہا... انسپکٹر صاحب... آیئے آیئے۔"

وہ ملازم انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر چلا گیا... جلد ہی راؤ بہادر اندر داخل ہوئے اور چونک کر بولے۔

"آہا... میرے دوست... انسپکٹر جمشید... آج کدھر بھول پڑے۔" یہ کہتے ہوئے انہوں نے گرم جوشی سے مصافحہ کیا... وہ مناسب قد و قامت کے آدمی تھے۔

"میں ایک ضروری کام سے آیا ہوں۔"

"یہ تو اور اچھی بات ہے۔"

"آج آپ... جاسم بلا کی دعوت میں جا رہے ہیں۔"

"اوہ... آپ کو کیسے معلوم ہوا۔" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ بات مجھے معلوم ہے کہ آپ جاسم بلا کے دوست ہیں... اور اس سالانہ دعوت میں وہ اپنے دوستوں کو ہی بلاتے ہیں۔"

"اندازہ درست ہے۔" وہ مسکرائے۔

"لیکن میں چاہتا ہوں... آپ اس دعوت میں نہ جائیں۔"

"کیا مطلب؟" ان کے چہرے پر حیرت ہی حیرت نظر آئی۔

"میں اس دعوت میں آپ کی جگہ جاؤں گا... آپ کے میک اپ میں۔"

"لیکن کیوں... آخر ایسا کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی۔" وہ چلا اٹھے۔

انہوں نے تفصیل سنا دی... وہ سن کر سوچ میں پڑ گئے... پھر بولے۔

"لیکن اس کا ایک حل اور ہے۔"

"اور وہ کیا۔"

"اس طرح میں بھی ساتھ جا سکوں گا۔"

"کیسے؟"

"انہوں نے... مجھے اپنے ساتھ ایک دوست کو بھی لانے کی اجازت دی ہے... میرے بیوی بچے تو ساتھ جا نہیں رہے... صرف میں جا رہا ہوں... لہٰذا میں اپنے دوست کو ساتھ لے جا سکتا ہوں۔"

"واہ... یہ اور اچھی بات ہے... تب میں میک اپ میں شام سات بجے کے بعد آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" وہ بولے۔

"آپ نے اس بات کو محسوس تو نہیں کیا۔" انسپکٹر جمشید نے ان کی طرف غور سے دیکھا۔

"نہیں... یہ بھی بھلا محسوس کرنے کی بات ہے... ویسے مجھے اس پر حیرت ہے کہ جاسم بلا نے آپ کو چھان بین نہیں کرنے دی۔"

"یہی بات مجھے الجھن میں ڈال رہی ہے..."

"خیر... میرا خیال ہے... آپ وہاں رہ کر اس راز سے پردہ اٹھا دیں گے۔"

"امید تو ہے۔" یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ارے ارے... یہ کیسے ہو سکتا ہے... کافی آ رہی ہے... آپ کافی پیئے بغیر نہیں جا سکتے... یہ میری خواہش ہے۔"

"اوہ... اچھا خیر۔" وہ پھر بیٹھ گئے۔

جلد ہی ملازم کافی کی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا... ملازم پر نظر پڑتے ہی انسپکٹر جمشید چونک سے گئے... وہ ایک بوڑھا آدمی تھا... یہ وہ ملازم نہیں تھا جس نے دروازہ کھولا تھا۔

"میں نے تمہیں کہیں دیکھا ہے..."

"مجھ... مجھ... مجھے۔" ملازم گھبرا گیا۔

"خیر تو ہے... اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے۔" راؤ بہادر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی... جی نہیں... کوئی بات نہیں۔" وہ سنبھل گیا۔

"میں نے آپ کو کہاں دیکھا ہے۔" انسپکٹر جمشید کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

"بھلا میں کیا بتا سکتا ہوں جناب۔"

"آپ کا نام۔"

"جی... میرا نام احمد بھائی ہے۔" وہ بولا۔

"احمد بھائی... جی نہیں... آپ کا نام کچھ اور ہے۔"

"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں میرے دوست۔" راؤ بہادر کے لہجے میں اور زیادہ حیرت سمٹ آئی۔

"جلدی بتائیں... آپ کا نام کیا ہے۔"

"احمد بھائی۔" اس نے پھر کہا۔

"غلط... بالکل غلط... رائے بہادر آپ بتائیں۔" وہ ان کی طرف مڑے۔

"کک... کیا بتاؤں... میں کیا بتاؤں۔" وہ بوکھلا اٹھے۔

"ان کا نام کیا ہے۔"

"احمد بھائی... یہی نام ہے۔"

"حیرت ہے... کمال ہے... افسوس ہے۔" یہ کہتے وقت انہوں محمود، فاروق اور فرزانہ کا خیال آگیا... یہ ان تینوں کا مشترکہ تکیہ کلام تھا۔ وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

"اس میں حیرت، کمال اور افسوس کی کیا بات ہے... جمشید۔"

ایسے میں ملازم جانے کے لیے مڑا... انسپکٹر جمشید اور زیادہ چونکے... اب تو ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں... وہ سرد آواز میں بولے۔

"ٹھہریں... آپ ابھی نہیں... جا سکتے۔"

ملازم بوکھلا کر ان کی طرف مڑا۔

رکاوٹ

"آخر بات کیا ہے بھئی۔" راؤ بہادر کی حیرت میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہو رہا تھا۔ ادھر انسپکٹر جمشید کی آنکھیں بار بار پھیل رہی تھیں

"میں آپ کے چلنے کے انداز کو بہت اچھی طرح پہچانتا ہوں اور اب میں سو فیصد یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ معصوم بیگ نادان ہیں۔"

"کیا کہا... معصوم بیگ نادان ... یہ نام بتا رہے ہیں آپ میرے ملازم کا... حد ہو گئی... ارے بھئی... یہ بے چارہ احمد بھائی ہے۔"

"جی نہیں... یہ نام انہوں نے آپ کے لیے رکھا ہو گا... ویسے ان کا نام معصوم بیگ نادان ہے... کسی زمانے میں شاعر تھے... لیکن حد درجے غریب تھے... اور اس وقت یہ بالکل نوجوان تھے... میرے پاس آیا کرتے تھے... چند اچھے شعر سنایا کرتے تھے... اور میں ان کی کچھ مدد کر دیا کرتا تھا... پھر میں نے ان کی ملازمت کی کوشش کی تھی... میں نے کسی دوست سے ذکر کیا تھا... غالباً اسی دوست نے انہیں کہیں ملازمت دلوائی تھی..... ہو سکتا ہے..... دوست آپ ہی

ں... جس کے ہاں انہیں ملازمت دلوائی گئی تھی... لیکن... سوال ہے کہ اگر یہ وہی معصوم بیگ نادان ہیں... تو انہیں یہ بات مجھ سے پانے کی بھلا کیا ضرورت ہے... کیا آپ میرے اس سوال کا جواب ے سکتے ہیں۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے... میں معصوم بیگ نادان ہر نہیں ہوں... میں تو احمد بھائی ہوں..."

"پتا نہیں کیوں... مجھے یقین نہیں آ رہا... خیر... میں اب اہوں... کیونکہ مجھے ابھی جا کر میک اپ بھی کرنا ہے اور شام سات ے پہلے یہاں بھی پہنچنا ہے۔"

"لیکن میں اب احمد بھائی کے بارے میں الجھن میں رہوں

" راؤ بہادر بولے۔

"یہ آپ کے پاس کب سے ہیں بھلا۔"

"بہت مدت ہو گئی.. میرا مطلب ہے... کئی سال ہو گئے۔"

"اور آپ یہاں سے پہلے کہاں ملازمت کرتے تھے احمد

"

اور احمد بھائی کا رنگ ایک بار پھر اڑ گیا... پھر اس نے سنبھل

"میں نے مختلف جگہوں پر نوکریاں کی تھیں... لیکن زیادہ کہیں ملازم نہ رہ سکا... میرا مزاج ان سے نہیں مل پاتا تھا یا ان کا ... لیکن اسی طرح گھومتے گھماتے آخر مجھے یہاں

ملازمت مل گئی اور میں نے یہاں بہت زیادہ اطمینان محسوس کیا... لیکن
آج تک کبھی بھی راؤ صاحب سے کوئی شکایت محسوس نہیں ہوئی۔"
"اور نہ میں نے ان سے... یہ بہت اچھے انسان ہیں۔" راؤ
بہادر نے فوراً کہا۔
"احمد بھائی... آپ رہتے کہاں ہیں۔
"میں... بس... یہیں رہتا ہوں... میرا کوئی گھر نہیں ہے
میں اکیلا ہوں۔"
"گویا آپ نے شادی بھی نہیں کی؟"
"جی نہیں... غریب آدمی سے شادی کون کرتا ہے آج کل
جس کے پاس رہنے کے لیے اپنا مکان تک نہ ہو۔"
"ہوں... اچھا خیر... ہو سکتا ہے... میں ہی بھول رہا ہوں
اب میں چلوں گا۔"
"شکریہ انسپکٹر جمشید۔" راؤ بہادر مسکرائے۔
انہوں نے ایک نظر ملازم کو دیکھا... اب اس کے چہرے
اطمینان نظر آرہا تھا۔
آخر وہ باہر نکل آئے... کار میں بیٹھ کر گھر کی طرف روانہ
ہوئے، راستے بھر احمد بھائی کا چہرہ ان کی آنکھوں کے سامنے آتا رہا
دروازے کی گھنٹی بجائی... تو محمود نے دروازہ کھولا:
"ارے باپ رے... آپ کو کیا ہوا۔" وہ بول اٹھا۔
"کیوں... کیا بات ہے... کیا میری شکل پر اڑھائی

ہیں۔"
"اڑھائی تو خیر نہیں... ایک ڈیڑھ ضرور بجا ہے.. وہ مسکرایا۔
"شاید تم ٹھیک کہتے ہو۔
"تب پھر بتائیں... کیا بات ہے۔"
"بھئی انہیں اندر تو آنے دو... اوپر اوپر سے ہی معلومات
حاصل کرنے کے چکر میں کیوں رہتے ہو۔" اندر سے فاروق کی جھلائی
ہوئی آواز سنائی دی۔
محمود مسکرا کر ایک طرف ہو گیا... اب وہ سب کے درمیان
آکر بیٹھ گئے... خان رحمان اور پروفیسر داؤد وہیں تھے اور پروفیسر
صاحب ان کے چہروں پر میک اپ کرنے میں مصروف تھے... اب
تک وہ فرزانہ اور فاروق کے چہرے تبدیل کر چکے تھے... گویا اب
محمود کی باری تھی...
"تم لوگوں کو ایک شخص یاد ہے... معصوم بیگ نادان۔"
"وہ... شاعر... جو آپ کو شعر سنایا کرتا تھا۔"
"ہاں وہی۔"
"لیکن یہ تو بہت پرانے زمانے کی بات ہے... ہم بہت
چھوٹے چھوٹے تھے... جب وہ آیا کرتا تھا۔"
"ہوں اس وقت وہ جوان تھا... اب میں نے اسے دیکھا
تو... وہ بوڑھا سا لگ رہا تھا... لیکن آٹھ دس سال میں کوئی اس قدر
بوڑھا نہیں ہو جاتا... یعنی جب وہ یہاں آیا کرتا تھا... اس وقت غالباً

اس کی عمر تیس سال کے قریب رہی ہو گی... اب وہ ساٹھ سال کا لگتا ہے... یعنی صرف دس سال بعد وہ ساٹھ سال کی عمر کا لگتا ہے... کیا یہ بات عجیب نہیں۔"

"ہو سکتا ہے... جب آپ نے اسے دیکھا ہو... وہ اس وقت کسی بوڑھے آدمی کے میک اپ میں ہو۔" فاروق نے کہا۔

"حد ہو گئی... ارے بھائی... وہ سراغرساں نہیں کہ ہماری طرح اسے قدم قدم پر حلیے تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آنے لگی۔" محمود جھلا اٹھا۔

"اچھا خیر... تب پھر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"میں نے جب اس سے کہا کہ وہ معصوم بیگ نادان ہے تو وہ اڑ گیا اور کہا کہ نہیں... آپ کا خیال غلط ہے... اس کا نام تو احمد بھائی ہے... اور وہ راؤ بہادر کے ہاں ملازم ہے اس وقت۔"

"آپ کا مطلب ہے... آپ کے دوست کے ہاں۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! بالکل۔"

"آپ کو اس بارے میں پریشانی کیا ہے۔"

"پریشانی نہیں... الجھن... میں شدید الجھن محسوس کر رہا ہوں... وہ ان دنوں بے کار پھرا کرتا تھا... میں نے اس کی ملازمت کی کوشش کی تھی... پھر کسی دوست سے بھی کہا تھا اور غالباً اسی دوست نے اسے ملازمت دلوادی تھی... اس کے بعد وہ مجھے آج راؤ بہادر کے

گھر میں گھریلو ملازم کے طور پر نظر آیا ہے... جب میں نے اسے پہچانا تو اس نے سختی سے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا کہ وہ معصوم بیگ نادان ہے... بلکہ وہ تو احمد بھائی ہے... اب اگر وہ معصوم بیگ نادان ہے... تو یہ لوگ اس بات کو چھپانا کیوں چاہتے ہیں... دوسری بڑی الجھن یہ ہے کہ دس سال میں کوئی یکایک بوڑھا نہیں ہو جاتا۔"

"اس کا جواب تو آسان ہے... وہ میک اپ میں ہو گا۔"

"یہی تو مشکل ہے... وہ میک اپ میں نہیں ہے۔"

"تب پھر وہ واقعی احمد بھائی ہو گا...... لیکن اس کی شکل و صورت معصوم بیگ نادان کی سی ہو گی۔" فرزانہ نے کہا۔

"ہاں! اس بات کا امکان ہے... ہم آج کی دعوت سے فارغ ہو لیں... پھر ان شاء اللہ اس معاملے کو دیکھیں گے۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

ادھر پروفیسر صاحب محمود کے چہرے پر جتے ہوئے تھے... انسپکٹر جمشید اپنا میک اپ خود کرنے لگے... اس طرح وہ سات بجے کے قریب جانے کے لیے بالکل تیار ہو چکے تھے... خان رحمان، پروفیسر صاحب اور ان تینوں کو ساتھ لے کے وہاں سے روانہ ہو گئے... وہ راؤ بہادر کے ہاں پہنچے.... وہ انہی کا انتظار کر رہے تھے.... فوراً باہر نکل آئے... انسپکٹر جمشید کو اس وقت خواہش محسوس ہوئی کہ احمد بھائی کو ایک بار اور دیکھ لیں... لیکن دروازہ بند کرنے کے لیے دوسرا ملازم آیا [illegible] راؤ بہادر نے کہا۔

"آپ کچھ پریشان سے لگتے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے انہوں نے کار سٹارٹ کر دی...

"میں.. دراصل... احمد بھائی کے سلسلے میں پریشان ہوں۔"

"اس بارے میں مجھے بہت حیرت ہے... یہ شخص احمد بھائی ہی ہے... کسی قسم کے شک کی کوئی بات نہیں ہے۔ چھ سات سال پہلے جب یہ یہاں ملازمت کے لیے آیا تھا... اس وقت اس نے اپنا پیدائش سرٹی فیکیٹ بھی دکھایا ہو گا... کیونکہ میں ایسی چیزیں بھی چیک کیا کرتا ہوں... لہٰذا مجھے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ احمد بھائی ہے۔"

"سرٹی فیکیٹ نقلی بنائے جا سکتے ہیں... میرے پاس دس سال پہلے جو معصوم بیگ نادان آیا کرتا تھا... وہ اس وقت نوجوان تھا... اس کی عمر زیادہ سے زیادہ تیس سال کی تھی۔"

"بس تو پھر یہ بات ثابت ہو گئی... وہ اور تھا یہ اور... کیونکہ یہ بے چارہ تو ساٹھ سال کا لگتا ہے۔"

"اس پر تو مجھے حیرت ہے... یہ اس قدر جلد اتنا بوڑھا کیسے ہو گیا۔"

"وہ بوڑھا نہیں ہوا ہو گا... بلکہ یہ احمد بھائی ہے۔" راؤ بہادر ہنسے۔

"مان لیتا ہوں... لیکن الجھن دور نہیں ہو رہی..."

"تب پھر اس کا ایک ہی طریقہ ہے۔"

"اور وہ کیا..." وہ بولے۔

"دعوت سے واپسی پر میں اس کی ملازمت والی فائل آپ کے سامنے رکھ دوں گا... آپ اپنا اطمینان کر لیجیے گا... کہ اس کے کاغذات جعلی تو نہیں ہیں۔"

"واہ... بہت خوب..." وہ بولے۔

"اب تو آپ کا اطمینان ہو گیا نا۔"

"بالکل... لیکن جملہ یوں کہنا چاہیے تھا... اس طرح تو آپ کا اطمینان ہو جائے گا نا۔"

"اچھا بابا... یونہی سہی۔" انہوں نے جھلا کر کہا۔

اور انسپکٹر جمشید مسکرانے لگے... پھر وہ جاسم بلا کی کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے۔ کار سے اترنے کی ضرورت نہیں تھی... کار میں بیٹھے بیٹھے کارڈ دکھا کر لوگ اندر جا رہے تھے... راؤ بہادر کے ہاتھ میں بھی کارڈ تھا... جونہی ان کے کارڈ پر ملازمین کی نظریں پڑیں... وہ ایک ساتھ بول اٹھے۔

"آپ اندر نہیں جا سکتے جناب۔"

وار نہ ہو جائے

"مم... میں خوف محسوس کر رہی ہوں ...." فرزانہ نے کوٹھی کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو آئے ہیں۔" فاروق مسکرایا۔

"کیا مطلب... کیا ہم یہاں خوف محسوس کرنے کیلئے آئے ہیں... دماغ تو نہیں چل گیا۔" محمود نے اسے گھورا۔

"بالکل نہیں چلا... خوش قسمتی ہے تمہاری۔" فاروق ہنسا۔

"حد ہو گئی... اس میں خوش قسمتی کہاں سے ٹپک پڑی... غلط فہمی کہا ہوتا تو ایک بات بھی تھی۔" محمود تلملا کر بولا۔

"اوہو... لڑ نہ پڑنا... جب مہمان ہمیں دیکھنے لگیں گے۔"

"جج... جی اچھا... چپ بھئی۔" فاروق نے گویا سرگوشی کی۔

"واہ... کیا بات ہے... ہر وقت چہکنے والے آج دوسروں کو چپ رہنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔"

"اور میں الجھن محسوس کر رہا ہوں... ابا جان اندر نظر نہیں آ رہے۔"

"تو کیا ہوا... مہمانوں کی آمد جاری ہے... آ جائیں گے۔"

"کہیں ان کے آنے سے پہلے وار نہ ہو جائے کہیں۔" فرزانہ گنگنانے کے انداز میں بولی۔

"کیا مطلب..."

"قتل کا پروگرام بالکل تیار ہے۔"

"نن نہیں... کیا... کیا مطلب؟" خان رحمان چونکے۔

"ہاں! قاتل وار کرنے کے لیے گویا تلا بیٹھا ہے... بس موقع ملنے کی دیر ہے۔"

"آخر تمہیں کیا نظر آ گیا ہے..."

"وہ دیکھو.... اوپر چھت پر..... ایک شکاری کا مجسمہ کھڑا ہے۔"

سب لوگ اس وقت لان میں جمع ہو رہے تھے... کچھ فاصلے پر کوٹھی کا بیرونی حصہ صاف نظر آ رہا تھا... اس کے اوپر والے حصے پر ایک مجسمہ کھڑا تھا... اس کے ہاتھ میں ایک رائفل تھی اور رائفل کی نال کا رخ لان کی طرف تھا۔

"حد ہو گئی... وہ تو مجسمہ ہے... پتھر کا..."

"غور سے دیکھو... وہ مجسمہ ہے... یا اصل انسان ہے جو مجسمے کی طرح کھڑا ہے۔"

"میں یہاں بہت مرتبہ آ چکا ہوں... یہ مجسمہ ہے... جاسم بلا کو شکار کا بہت شوق ہے نا... لہٰذا انہوں نے اس مجسمے کو اپنے شکاری ہونے کی علامت کے طور یہاں رکھوایا ہے... کسی اچھے مجسمہ ساز کا بنایا

ہوا ہے یہ۔"

"بس... سن لیا۔" محمود نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہاں! سن لیا... یہ بات انکل خان رحمان کی ہے... اور اب تم میری بات سن لو... یہ مجسمہ فائر کرے گا۔"

"دھت تیرے کی... اب مجسمے بھی فائر کریں گے..."

"آؤ... اوپر چل کر اسے دیکھ لیں۔" فرزانہ نے مشورے کے انداز میں کہا۔

"میرا خیال ہے... اس میں کوئی حرج نہیں۔"

"اچھی بات ہے... آپ دونوں پھر یہیں ٹھہریں... ہم تینوں اوپر جا کر اس کا جائزہ لے آتے ہیں۔"

"لیکن اگر میں ساتھ ہوں گا تو کوئی تمہیں ٹوکے گا نہیں... ورنہ کئی لوگ پوچھ بیٹھیں گے... اسے کہاں جا رہے ہو۔" خان رحمان نے مسکرا کر کہا۔

"گویا آپ بھی ہمارے ساتھ اوپر جانا چاہتے ہیں... اور اپنا اطمینان کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہاں بھئی... آخر جاسم بلا میرے بھی اچھے دوست ہیں۔"

"او کے... آیئے پھر۔"

"لل... لیکن میں نیچے ہی ٹھہروں گا۔" پروفیسر بولے۔

"ضرور... کیوں نہیں۔"

"ارے واہ... آپ لوگ یہاں کیوں رک گئے... آگے چلیے

نا... لان میں تشریف لایئے... ویسے خان رحمان میں اس وقت بہت زیادہ مصروف ہوں... ورنہ دو تین منٹ ضرور آپ لوگوں کے پاس رک کر باتیں کرتا۔" انھوں نے جاسم بلا کی آواز سنی۔

"کوئی بات نہیں... بعد میں کر لیں گے باتیں... جب آپ فرصت محسوس کریں گے... ویسے یہ مجسمہ۔" خان رحمان کہتے کہتے رک گئے۔

"کک... کیا ہوا مجسمے کو۔"

"آج کے دن آپ اسے یہاں سے ہٹا نہیں سکتے۔" خان رحمان نے کہا۔

"بات کیا ہے۔"

"وہ ہم نے سنا ہے... آپ خطرے میں ہیں نا۔"

"نہیں... وہ ہوائی میرے کسی دشمن نے ایسے ہی اڑائی تھی... اس کا انتظام ہو گیا ہے۔"

"جی... کیا مطلب؟"

"فون کرنے والے کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔"

"کیا... کیا مطلب۔"

"جس شخص نے فون پر یہ کہا تھا کہ میں جاسم بلا کو قتل کر دوں گا... وہ خود پولیس کے قابو میں ہے۔"

"اوہ... تو آپ کے اطمینان کی یہ وجہ ہے..."

"ہاں انکل۔"

"پھر بھی ..... ہم ذرا قریب سے اس مجسمے کو دیکھنا چاہتے ہیں۔" محمود نے بول اٹھا۔

"کوئی حرج نہیں... ضرور دیکھیں۔"

اب وہ اوپر آئے... اور اس مجسمے کے نزدیک پہنچ گئے... مجسمہ کاری گری کا بہترین نمونہ تھا... اور رائفل بھی بالکل اصل نظر آ رہی تھی... انہوں نے اس کو چھو کر بھی دیکھا... اس کو ایک لوہے کے سٹینڈ پر کسا گیا تھا... سٹینڈ کو وہاں سے نہایت آسانی سے ہٹایا جا سکتا تھا...

"کوئی شخص بالکل اس مجسمے کا روپ اختیار کرے... ہاتھ میں بندوق تھام لے اور اس کو ہٹا کر یہاں کھڑا ہو جائے... تو اس کے لیے جاسم بلا کو نشانہ بنانا کس قدر آسان کام ہو گا... ہو گیا نہیں۔" فرزانہ نے کہا۔

"بالکل آسان ہو گا۔" خان رحمان نے تائید کی۔

"لیکن اب کوئی کیوں ایسا کرے گا... جو کرنا چاہتا تھا... وہ گرفتار ہو چکا ہے۔" فاروق نے بتایا۔

"یہ ایک نئی خبر ہے... خبر غلط نہیں ہو سکتی... کیونکہ جاسم بلا، بلا وجہ تو خبر نہیں سنا سکتے... اب سوال یہ ہے کہ وہ شخص کون ہے.. اس نے کیا بتایا ہے۔"

"یہ باتیں ہم جاسم بلا سے نہیں پوچھ سکتے... وہ اس وقت مہمانوں میں گھرے ہوئے ہیں۔" خان رحمان بولے۔

"لیکن انکل... ہم فون کر کے متعلقہ پولیس اسٹیشن سے پوچھ سکتے ہیں۔" محمود مسکرایا۔

"چلو پھر پوچھو... نیچے کی نسبت یہاں شور بھی نہیں... اور سکون زیادہ ہے۔"

محمود نے موبائل پر متعلقہ تھانے کے نمبر ملائے... فوراً ہی ایک کراہٹ زدہ آواز سنائی دی۔

"تھانہ رنگ پور۔"

"جاسم بلا کی کوٹھی سے بات کر رہا ہوں میں..."

"اوہ اچھا اچھا... فرمائیے جناب۔"

"گرفتار ہونے والے شخص نے کیا بتایا۔"

"آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے محمود کہتے ہیں۔"

"جی... محمود... کیا مطلب... کون سے محمود۔"

"محکمہ سراغرسانی۔"

"اوہ... اوہ... اس نے اب تک کچھ نہیں بتایا۔"

"اسے گرفتار کہاں سے کیا گیا تھا۔"

"پبلک فون بوتھ سے..... پہلی بار جب اس نے جاسم بلا صاحب کو فون کیا تھا... انہوں نے اسی وقت انتظام کر لیا تھا... اور معلوم ہو گیا کہ اس نے کہاں سے فون کیا تھا تو انہوں نے ہمیں فون کر دیا... لہٰذا ہم اس فون بوتھ کو گھیرے میں لے چکے تھے

...جب وہ دوبارہ فون کرنے کے لیے آیا تو ہم نے اسے دبوچ لیا۔" اس نے فخر کے عالم میں کہا۔

"آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ وہی ہے... وہاں تو فون کرنے کے لیے کوئی بھی آسکتا تھا۔"

"اس نے جاسم بلا کے نمبر ملائے تھے... ان کی طرف گھنٹی بجی تھی... ادھر دوسرے فون پر ہمارا ان سے رابطہ تھا... مطلب یہ کہ دوسرا فون بھی انہوں نے نزدیک ہی رکھا ہوا تھا... جونہی اس نے بات شروع کی۔ دوسری طرف سے جاسم بلا صاحب نے اس کی بات کا جواب دیا... اسی وقت ہم نے اس پر دھاوا بول دیا۔"

"اوہ اچھا... تب تو یہ وہی ہوگا... خیر... ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"آجائیں... مل لیں... کوئی اعتراض نہیں۔"

"میرا مطلب تھا... آپ اسے لے کر یہاں نہیں آسکتے۔"

"آپ کا مطلب ہے... دفتر محکمہ سراغرسانی۔"

"جی نہیں... میں فون پر آپ کو بتا چکا ہوں... میں جاسم بلا کی کوٹھی سے بات کر رہا ہوں۔"

"ارے باپ رے... آپ اسے یہاں بلانا چاہتے ہیں... کیا ایسا کرنا خطرناک نہیں ہوگا۔"

"نہیں... بالکل نہیں۔"

"نہیں جناب! میں اپنے آفیسر کی اجازت کے بغیر ایسا نہیں

کر سکتا... وہ مجھ سے جواب طلب کریں گے... آپ پہلے ان سے بات کرلیں۔"

"اچھی بات ہے... ان کا نام اور فون نمبر نوٹ کروادیں۔"

"ڈی ایس پی بھورے خان... فون نمبر ہے 722361۔"

"اور آپ کا نام۔"

"انسپکٹر رستم علی خان۔"

"شکریہ جناب..."

اب محمود نے ڈی ایس پی بھورے خان کے نمبر ملائے... سلسلہ ملنے پر انہیں پوری بات بتائی...

"آخر آپ اس خطرناک آدمی کو وہاں کیوں بلانا چاہتے ہیں.. ایک، وہ خود وہاں پہنچنے کے لیے بری طرح بے چین ہے۔"

"ہتھکڑی پہنا کر لانے میں کیا نقصان ہے۔"

"وہ فرار ہو سکتا ہے..."

"اچھی بات ہے...... ہم تھانے میں اس سے بات کر لیتے ہیں۔"

"یہی بہتر رہے گا۔" ڈی ایس پی نے کہا اور فون بند کر دیا۔

"اب ہم کیا کریں... یہاں سے جانا بھی مناسب نہیں۔" [illegible] بولے۔

"میں اور محمود ہو آتے ہیں... آپ تینوں یہیں رہیں۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

"یوں بھی یہاں ابا جان موجود ہی ہیں۔"

"ابھی تک وہ نظر تو آئے نہیں۔"

انہوں نے اوپر سے مہمانوں کا بغور جائزہ لینا شروع کیا... وہ مہمانوں میں اپنے والد کو تلاش کرتے رہے... لیکن وہ انہیں نظر نہ آئے...

"انہیں بھلا کس کے ساتھ آنا ہے۔" خان رحمان نے پوچھا

"راؤ بہادر کے ساتھ۔"

"آپ تو انہیں پہچانتے ہوں گے۔"

"بہت اچھی طرح۔"

"تو ذرا ان کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔"

انہوں نے راؤ بہادر کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا... محمود، فاروق، فرزانہ اور پروفیسر داؤد بھی دیکھ رہے تھے... اچانک فرزانہ کے منہ سے مارے خوف کے نکلا:

"ارے باپ رے..."

اور پھر فرزانہ نے ایک عجیب حرکت کر ڈالی۔

قتل کا سامان

"کیا مطلب... کیا کہا... ہم اندر نہیں جا سکتے۔" راؤ بہادر [illegible]

"جی ہاں جناب... یہی بات ہے... آپ اندر نہیں جا سکتے۔"

"لیکن کیوں... کیا آپ لوگ اس کارڈ کو نہیں دیکھ رہے... [illegible] کارڈ اصلی ہے۔"

"جی نہیں... کارڈ بالکل اصلی ہے... لیکن اس کارڈ کو کینسل [illegible]... یہ دیکھیے... ہمارے پاس تحریری حکم موجود ہے۔"

"[illegible]س کا تحریری حکم۔" راؤ بہادر نے بھنا کر کہا۔

"یہاں صرف اور صرف جاسم بلا صاحب کا حکم چلتا ہے [illegible]... ظاہر ہے... انہی کا ہو گا۔"

"دکھائیں... تحریری حکم۔"

"پہلے آپ کار کو ایک طرف کر لیں... تاکہ دوسرے لوگ [illegible]"

"اوہ ہاں کیوں نہیں۔"

انہوں نے کار کو ایک طرف کر لی... پھر ایک پہرے دار ان

کے نزدیک آ گیا۔

"یہ رہا تحریری حکم۔"

اس نے ایک کاغذ ان کی طرف کر دیا... اس پر لکھا تھا۔

"راؤ بہادر کا کارڈ کینسل کیا جاتا ہے... انہیں اندر نہ آنے دیا جائے... ان کے احتجاج کی بھی پروا نہ کی جائے۔"

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا...

"یہ کیا بات ہوئی۔" راؤ بہادر بوکھلا کر بولے۔

"فون کریں جاسم بلا کو۔"

"مجھے کیا پڑی ہے... اس نے میرا کارڈ کینسل کر دیا ہے میں اپنے گھر جاؤں گا۔"

"میں بھی آپ کو یہی مشورہ دیتا... لیکن۔" انسپکٹر جمشید رک گئے۔

"لیکن کیا؟"

"یہاں مسئلہ ہے... جاسم بلا کا... کوئی انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہے... اور میں آپ کے ساتھ اسی لیے اندر جانا چاہتا ہوں... آپ گئے تو میں بھی باہر رہ جاؤں گا... اب بتائیں کیا کریں۔"

"آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"میرا خیال ہے... ہمیں جاسم بلا سے بات کرنا چاہیے۔"

انہوں نے ایک [illegible] دیا۔

"اچھی بات ہے... آپ کہتے ہیں تو میں بات کر لیتا ہوں

ویسے ایسا کرنے میں میری ہتک ہے۔"

"ہاں! یہ تو ہے... لیکن مجبوری ہے..."

"او کے..." انہوں نے کہا اور جاسم بلا کے موبائل نمبر ملائے۔ فوراً ہی ان کی آواز سنائی دی۔

"میں اس وقت بہت مصروف ہوں... جلدی کہیے کون صاحب بات کر رہے ہیں۔"

"آپ کا دوست راؤ بہادر۔"

"سوری! میں آپ سے بات نہیں کر سکتا۔"

"آخر کیوں۔"

اس آخر کیوں کے جواب میں انہوں نے فون بند کر دیا...

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"اب کیا کیا جائے۔" راؤ بہادر بولے۔

"میرا خیال ہے... اب ہمیں زبردستی اندر داخل ہونا پڑے گا۔"

"اس طرح اور گڑبڑ ہو جائے گی۔"

"کس قدر عجیب بات ہے... ہم انہیں بچانا چاہتے ہیں اور وہ ہمارا ہی راستہ روک رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

عین اسی وقت ایک کار گیٹ پر آ کر رکی۔

"لو... وہ مارا... بن گیا کام۔" انسپکٹر جمشید چہکے۔

"کیا مطلب..."

"سالار خان ابراری... جاسم بلا کے نزدیکی دوست اور کار میں بالکل اکیلے... یہ تو کئی دوستوں کو ساتھ لا سکتے ہیں..."

یہ کہہ کر وہ ادھر بڑھ گئے... سالار خان ابراری نے بھی انہیں دیکھ لیا... لہٰذا انہوں نے کار روک لی۔

"کیا بات ہے جناب! آپ بے تحاشہ میری طرف کیوں آرہے ہیں... کیا ارادہ ہے۔"

انسپکٹر جمشید چکرا گئے... اب انہیں یاد آیا... وہ تو میک اپ میں تھے... ورنہ سالار خان ابراری انہیں اچھی طرح جانتے تھے۔

"میں انسپکٹر جمشید ہوں... آپ ذرا کار کو اس طرف لے آئیں۔"

"ارے باپ رے... آواز تو وہی ہے... لیکن چہرہ وہ نہیں" ابراری صاحب بوکھلا اٹھے۔

"آپ پہلے اس طرف آجائیں... وہ دیکھیے... وہاں آپ کو راؤ بہادر نظر آرہے ہیں۔" انہوں نے اشارہ کیا۔

"نظر آرہے ہیں... کیا خبر یہ اصل ہیں یا نقل۔" انہوں نے بوکھلا کر کہا۔

انسپکٹر جمشید ہنس پڑے...

"وہ بھی اصل راؤ بہادر ہیں اور میں اصل انسپکٹر جمشید ہوں۔

جاسم بلا کی زندگی خطرے میں ہے اور وہ خطرات خود مول لے رہے ہیں... لہٰذا کم از کم آپ تو ہماری بات سن لیں... راؤ بہادر اس بات کی تصدیق کریں گے کہ میں انسپکٹر جمشید ہوں۔"

"اوہ اچھا... ارے باپ رے... یہ کیا کہا آپ نے... جاسم بلا خطرے میں ہیں۔"

"ہاں! کوئی انہیں جان سے مارنے پر تلا ہے۔"

"تب آپ باہر کیا کر رہے ہیں... اندر جائیں..." وہ تیز آواز میں بولے۔

"اوہو... کام خراب نہ کریں... ابھی پہرے داروں نے آپ کو نہیں دیکھا... انہیں نہیں معلوم کہ آپ اکیلے ہیں..."

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے... یوں میں آٹھ ساتھیوں کو ساتھ لا سکتا تھا۔" وہ بولے۔

"آپ پہلے ادھر آکر بات سن لیں۔"

"اچھا چلیے۔"

وہ اپنی کار کو راؤ بہادر کی کار کے پاس لے آئے۔

"السلام علیکم ابراری صاحب۔"

"آپ تو واقعی راؤ بہادر ہیں۔"

"جی ہاں... اور یہ انسپکٹر جمشید ہیں۔"

"چکر کیا ہے۔"

اب انہوں نے مختصر طور پر ساری بات سنائی...

"حیرت ہے... وہ انہیں کیوں روکنا چاہتے ہیں۔"

"ہماری سمجھ میں بھی یہ بات نہیں آئی۔"

"اور آپ چاہتے ہیں... میں آپ دونوں کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

"بالکل۔" وہ بولے۔

"لیکن وہ انہیں دیکھ کر یک دم غصے میں آجائیں گے... آپ جانتے ہی ہیں' وہ غصے کے کتنے ماہر ہیں۔"

"ہاں! یہ تو ہے... لیکن اس کا حل بھی میرے پاس ہے... میں فوری طور پر ان کے حلیے میں تبدیلی کر سکتا ہوں۔"

"اوہ... بہت خوب... کریں پھر۔"

انہوں نے ریڈی میڈ چیزوں کی مدد سے ان کے چہرے پر تھوڑی سی تبدیلی کر دی۔

"اب یہ راؤ بہادر نہیں... آپ کے دوست قاسم صاحب ہیں اور میں عاجز ہوں۔"

"آپ عاجز کیوں ہیں۔" انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میرا مطلب ہے... میرا فرضی نام عاجز ہے... آپ بس یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ہم یہ کام صرف جاسم بلا صاحب کی جان بچانے کے سلسلے میں کر رہے ہیں۔"

"اچھی بات ہے عاجز صاحب... اور قاسم صاحب۔" انہوں نے مسکرا کر کہا پھر وہ ان کے ساتھ اندر کی طرف چلے... سالار خان

اری جاسم بلا کے کچھ زیادہ قریبی دوست تھے... ان پر نظر پڑنے کے بعد ملازمین نے تو ان کا کارڈ بھی نہیں دیکھا... اس طرح وہ ...ے اان میں پہنچ گئے... یہاں جاسم بلا کھڑے مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے... جونہی سالار خان ابراری اپنی کار سے اترے... وہ پر ...ں انداز میں آگے بڑھے۔

"...ھا... میرے دوست سالار بھی آگئے... بھئی واہ... مزا آ

اور پھر وہ لگے ان سے گرم جوشی سے ہاتھ ملانے... ادھر ...ید اور راؤ بہادر کار سے اتر چکے تھے... جاسم بلا کی نظریں ان ...یں تو ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

"میں نے آپ کے ان دوستوں کو نہیں پہچانا اور اس لیے میں ...د کی محسوس کر رہا ہوں۔"

"ان کا تعارف بعد میں... پہلے یہ بتائیں جاسم... یہ کیا چکر ... میں تو پریشان ہو گیا تھا۔"

"...لک... کون سا چکر... یہاں تو دور دور تک کوئی چکر نظر ...آ رہا۔"

"اوہو... بھئی وہ دھمکی والا فون کس نے کیا تھا..."

"اوہ... تو آپ تک بھی خبر پہنچ گئی... حیرت ہے... خیر... ...طرف سے فکر کرنے کی ضرورت نہیں... اسے گرفتار کر لیا گیا ...جب اس کا پہلا فون آیا تھا... میں نے اسی وقت اپنے علاقے

کے انسپکٹر پولیس کو خبردار کر دیا تھا۔ لہٰذا اس نے فوراً اس فون پر
نگرانی شروع کرا دی تھی... پھر وہ جونہی دوبارہ فون کرنے آیا...
اس نے فون کیا تو میں نے اس کی آواز سنتے ہی انسپکٹر کو دوسرے فون
خبردار کر دیا... اس طرح وہ گرفتار ہو گیا۔"

"اس سے کیا معلوم ہوا... وہ کیوں ایسا گھناؤنا کام کرتا
تھا... ہمارے اتنے پیارے دوست سے اسے آخر کیا دشمنی ہے"
سالار خان ابراری کے لہجے میں اب بھی حیرت تھی۔

"میں تو دعوت کے سلسلے میں مصروف رہا... انسپکٹر سے
دیا تھا کہ وہ اس سے تفتیش کریں... بعد میں پوچھ لوں گا۔"

"اوہ اچھا... جو بات بھی معلوم ہو... مجھے ضرور بتا دیجیے"

"ضرور... کیوں نہیں... آپ کو نہیں بتاؤں گا... ویسے
معاملہ اخبارات میں آکر رہے گا۔"

"نہیں... میں آپ کی زبانی سننا پسند کروں گا... ار
ہمارے دوست... راؤ بہادر نظر نہیں آرہے... مجھے ان سے
بھی تھا..."

"راؤ بہادر... ان کا تو آپ میرے سامنے نام تک نہ
وہ نفرت زدہ انداز میں بولے۔

"کیا کہہ رہے ہیں... وہ تو آپ کے میری طرح
دوست ہیں... اور اس دعوت کا کارڈ تک آپ نے انہیں
ہے۔"

"اس کو میں نے کینسل کر دیا ہے..."

"مم... میں سمجھا نہیں... آخر آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"وہ میرے خلاف سازش کرنے لگا ہے... میرے خلاف
دوسروں کے سامنے باتیں کرتا لگا ہے... اس کی یہ شکایت مجھ تک پہنچی
تو میں نے فوراً اس کا داخلہ بند کر دیا... وہ آیا تھا... لیکن اپنا سا منہ لے کر
چلا گیا... ملازمین نے اسے اندر داخل ہونے نہیں دیا۔"

"کیا آپ نے ان سے اس بارے میں پوچھا تھا۔"

"نہیں..." جاسم بلا نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ تو آپ نے ٹھیک نہیں کیا... اس لیے کہ انسان کو
دوسرے سے پوچھ لینا چاہیے... بعض اوقات درمیانی لوگ غلط فہمی
پھیلا دیتے ہیں... اچھے دوستوں کے درمیان ایسی غلط فہمیوں سے
لڑائیں پیدا کر دی جاتی ہیں... میرا خیال ہے... آپ ان سے پہلے
صفائی لے لیتے۔"

"اچھی بات ہے... اس دعوت سے فارغ ہو کر یہ کام بھی
کر لوں گا... اوہو آپ چلیے... اپنے دوستوں کو بھی لے چلیے... ان سے
تعارف پھر سہی... وہ دیکھیے... کچھ اور مہمان آگئے، میں ذرا ان سے مل
لوں۔"

"ضرور... ضرور... کیوں نہیں۔" انہوں نے جلدی سے
کہا... وہ خود بھی چاہتے تھے کہ ان دونوں کا تعارف نہ کرائیں... ان
کے آگے جانے کے بعد وہ دبی آواز میں بولا۔

"یہ کیا بات ہے راؤ صاحب۔"

"ضرور ان کے کان کسی نے بھرے ہیں۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے... خیر... اس سلسلے میں اس دعوت کے بعد ان سے بات کی جائے گی... مجھے اس شخص پر بھی حیرت ہے... جسے گرفتار کیا گیا ہے... پتا نہیں وہ کیوں انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہے۔"

"اس سے بھی دعوت کے بعد ملاقات کریں گے۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"آیئے پھر چلیں۔"

وہ آگے بڑھے... انسپکٹر جمشید کی نظریں بے چینی کے عالم میں محمود، فاروق، فرزانہ، خان رحمان اور پروفیسر داؤد کو تلاش کر رہی تھیں... اور انہیں حیرت بھی ہو رہی تھی کہ وہ وہاں کہیں بھی نظر نہیں آ رہے تھے... جبکہ وہ ان سے پہلے روانہ ہو چکے تھے۔

"خیر تو ہے... آپ کچھ پریشان سے ہیں۔" راؤ بہادر بولے۔

"میں... جی نہیں... پریشان نہیں... جائزہ لے رہا ہوں... کہ یہاں کون ایسا ہے... جو جاسم بلا کی جان لینا چاہتا ہے۔"

"اس کے بارے میں تو وہ بتا چکے ہیں... اسے گرفتار کر لیا گیا ہے۔"

"جی نہیں... یہ بات نہیں ہے۔"

"کیا کہا... یہ بات نہیں ہے... آپ نے شاید سنا نہیں... جاسم بلا نے خود یہ بات بتائی ہے ہمیں۔" سالار خان ابراری بولے۔

"وہ ہم سن چکے ہیں... لیکن اس شخص کی ڈیوٹی تو صرف فون کرنے کی تھی... وار کوئی اور کرے گا۔"

"کک... کیا... کن نہیں۔" وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

"ہاں جناب... لیکن یہ بات جاسم بلا کو بتانے کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ وہ گھبرا جائیں گے... میں ان شاء اللہ اس شخص کو تلاش کروں گا اور وار کرنے سے بھی روک لوں گا..."

"کک... کیا واقعی... آپ ایسا کر سکیں گے۔" سالار خان بولے۔

"ہاں! فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں... میں تو آیا ہی اسی لیے ہوں۔"

"لیکن... آخر... اتنے بہت سے لوگوں میں آپ اسے کس طرح تلاش کر لیں گے۔"

"یہ کچھ مشکل تو نہیں... لیکن جاسم بلا اس کی اجازت نہیں دیں گے... للذا میں وہ طریقہ اختیار کروں گا کہ انہیں کوئی اعتراض نہ ہو۔"

"پہلا طریقہ کیا ہے... جس کی جاسم بلا اجازت نہیں دیں گے۔"

"جب سب مہمان آ جائیں... تو دروازے بند کر دیے جائیں اور اعلان کیا جائے کہ دعوت میں ایک ایسا آدمی موجود ہے... جو جاسم بلا کو ہلاک کرنا چاہتا ہے... للذا پہلے سب کی تلاشی لی جائے

گی... پھر دعوت شروع ہوگی... اس طرح وہ پکڑا جائے گا... کیونکہ
قتل کا سامان ضرور اس کے پاس موجود ہوگا... کوئی خنجر... پستول...
پھر زہر... ان کے علاوہ کوئی چوتھی چیز بھی ہو سکتی ہے۔" انسپکٹر جمشید
نے بتایا۔

"اچھا طریقہ ہے... لیکن یہ بھی درست ہے کہ جاسم
اجازت نہیں دیں گے ایسا کرنے کی۔"

"ہوں... تو پھر... دوسرا طریقہ کیا ہے۔" راؤ بہادر
چینی کے عالم میں بولے۔ سالار خان ابراری بھی کم بے چین
تھے...

"دوسرا طریقہ... میرا خاص طریقہ ہے... میں اس
وضاحت نہیں کر سکتا... کیونکہ وہ پیشہ وارانہ راز ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں... ہمارا محکمہ سراغرسانی میں
ہونے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔" راؤ بہادر ہنسے۔

"یہ بات نہیں... خیر میں بعد میں آپ لوگوں کو بتا دوں
اور آپ اب اس بات کی فکر میں نہ رہیں... کہ یہاں کوئی جاسم
ہلاک کرنا چاہتا ہے... میں اسے دیکھ لوں گا۔"

"اچھی بات ہے..."

وہ آگے بڑھ گئے... انسپکٹر جمشید وہیں کھڑے رہ گئے
کے ساتھی اب تک انہیں نظر نہیں آئے تھے... وہ ان کی تلاش
نظریں دوڑا رہے تھے... کہ اچانک ان کی نظریں ایک شخص

دی گئیں... وہ غور سے اسے دیکھنے لگے... اور پھر ان پر جوش طاری
ہو گیا... انہوں نے لان میں ادھر ادھر کسی مناسب جگہ کی تلاش
شروع کر دی... پھر انہیں وہ جگہ بھی آخر نظر آ گئی... وہ فوراً اس کی
طرف لپکے... اس جگہ پر پہنچ کر انہوں نے سکون کا سانس لیا... ایک
بار پھر وہ ان کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگے... عین اسی وقت جاسم
بلا کی آواز ابھری... لان کے درمیان میں ایک سٹیج بنایا گیا تھا... اس
وقت وہ اس سٹیج پر چڑھ گئے تھے... انہوں نے سنا وہ کہہ رہے تھے۔

"حضرات... تمام مہمان آ چکے ہیں... لہٰذا اب باقاعدہ
دعوت شروع ہوتی ہے... میں آپ سب لوگوں کا شکر گزار ہوں...
کہ آپ اپنی تمام مصروفیات چھوڑ کر یہاں تشریف لائے ہیں... میں
آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ خوب لطف اندوز ہوں... بالکل
بے تکلف ہو کر... یہاں تمام چیزیں آپ لوگوں کے لیے ہی رکھی گئی
ہیں... آخر..."

ان الفاظ کے ساتھ ہی کھانے پینے کا پروگرام شروع ہوا...
انسپکٹر جمشید نے ان چیزوں کی طرف بالکل بڑھنے کی کوشش نہ کی... وہ
ایک جگہ جوں کے توں کھڑے رہے... وہ تمام مہمانوں کو غور سے دیکھ
رہے تھے اور ان کی طرف کوئی نہیں دیکھ رہا تھا... انہیں حیرت صرف
اس بات کی تھی کہ پوری دعوت میں بار بار صرف ایک شخص جاسم بلا کی
طرف دیکھ رہا تھا... اور اس کا دھیان کھانے کی طرف بالکل نہیں تھا...
وہ جاسم بلا کا طواف اپنی آنکھوں کے ذریعے کر رہا تھا... ایسے میں

اس کا ہاتھ اپنی جیب کی طرف گیا... ادھر انہوں نے جیب سے اپنا بے آواز پستول نکالا...

وہ شخص اب جاسم بلا کے بالکل نزدیک پہنچ چکا تھا... عین اسی لمحے کوئی بہت وزنی چیز دھڑام سے نیچے گری... یوں لگا جیسے اوپر سے منوں وزنی کوئی چیز گری ہو۔

سب لوگ اچھل پڑے... انسپکٹر جمشید بھی اچھلے بغیر نہ رہ سکے... تاہم ان کی نظریں اب بھی اس شخص پر جمی رہیں... اس کا ہاتھ غیر محسوس طور پر جیب سے باہر آچکا تھا... سب لوگ گرنے والی چیز کی طرف متوجہ ہو چکے تھے... اور وہ اپنا کام کرنے کے لیے پوری طرح تیار ہو چکا تھا...

ادھر اس کی انگلی ٹریگر دبانے لگی... ادھر انہوں نے بے آواز فائر کیا... وہ بھی اس طرح کہ اس کے پستول پر گولی لگے... اور ایسا ہی ہوا... انہوں نے پستول اس کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں اچھلتے اور ایک طرف گرتے دیکھا...

وہ شخص بوکھلا اٹھا... اس نے ادھر ادھر دیکھا... کوئی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا... کسی کو پتا نہ چلا کہ کیا ہوا... سب گرنے والی چیز کی طرف دوڑ پڑے تھے اور ان دوڑنے والوں میں جاسم بلا بھی تھا... اس شخص کے چہرے پر اب تک حیرت تھی... وہ اس طرف گیا... جس طرف اس کا پستول گرا تھا... تیزی سے جھک کر پستول جیب میں رکھ لیا... اب وہ بھی اس طرف تیز تیز قدم اٹھانے لگا...

تھا... جس طرف کوئی چیز گری تھی...

انسپکٹر جمشید دیکھ چکے تھے کہ اس کا پستول بے کار ہو چکا ہے... لہٰذا وہ اس سے تو اب فائر نہیں کر سکتا تھا... اور فی الحال وہ جاسم بلا سے دور بھی ہو چکا تھا... لہٰذا انہوں نے اس چیز کی طرف دیکھا... جو گری تھی اور پھر اوپر دیکھا۔ وہ دھک سے رہ گئے... اوپر محمود، فاروق، فرزانہ، خان رحمان اور پروفیسر داؤد موجود تھے... اور گرنے والی چیز ایک انسانی شکل و صورت کا ایک مجسمہ تھا... جو اب جگہ جگہ سے ٹوٹ چکا تھا اور ٹوٹنے والے حصے ادھر ادھر بکھر گئے تھے۔

"یہ... یہ آپ لوگوں نے کیا کیا ہے... خان رحمان... یہ آپ کے بچوں نے کیا ہے۔"

"ہاں! اس میں شک نہیں۔" خان رحمان مسکرائے۔

"کیا مطلب... آپ مسکرا رہے ہیں۔"

"کبھی کبھی ایسے موقعوں پر خود بخود ہنسی آجاتی ہے۔"

"آپ جانتے ہیں... میں نے یہ مجسمہ کتنے میں بنوایا تھا۔"

"نہیں... میں نہیں جانتا... لیکن جتنے میں بھی بنوایا تھا... آپ کو اس کی قیمت مل جائے گی۔"

"اوہو... یہ بات نہیں ہے... ہم سب تو صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آخر اس کو گرانے کی کیا ضرورت پیش آگئی تھی۔"

"آپ کا خیال غلط تھا جناب۔" ایسے میں محمود بول اٹھا۔

"کیا کہا... میرا خیال غلط تھا... کون سا خیال۔"

"یہ کہ جو شخص آپ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا... وہ گرفتار ہو چکا ہے۔"

"کیا... کیا کہا... آپ کا مطلب ہے... وہ گرفتار نہیں ہوا۔" جاسم بلا چلائے۔

"ہاں! میں یہی کہنا چاہتا ہوں..."

"یہ غلط ہے... وہ گرفتار ہو چکا ہے۔"

"جو گرفتار ہوا ہے... اس کا تعلق قاتل سے ضرور ہے... لیکن وہ خود قاتل نہیں ہے... قاتل کوئی اور ہے... قاتل نے اس آدمی کی ڈیوٹی تو صرف فون کرنے پر لگائی تھی... اصل قاتل یہاں موجود ہے..."

"نن نہیں... نہیں یہ غلط ہے... آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں... اور آپ نے اس قیمتی مجسمے کو نیچے کیوں گرا لیا۔"

"آیئے انکل... نیچے چلیں۔"

"انکل... یہ کیا... خان رحمان... یہ بچے آپ کو انکل کہہ رہے ہیں... اور انہوں نے میرا قیمتی مجسمہ توڑ دیا ہے... یہ کیسے بچے ہیں..."

"بہت اچھے بچے ہیں... ان کی بعض حرکات پر مجھے بہت پیار آتا ہے۔"

"حد ہو گئی... کیا ان کا آپ کو انکل کہنا بھی آپ کو بہت اچھا لگتا ہے..." جاسم بلا اچھل اٹھا۔

"بہت بہت زیادہ۔" وہ بولے۔

"آپ آج نشے میں تو نہیں ہیں۔"

"ہر نشے والی چیز حرام ہے... میں حرام چیزیں نہیں پیتا البتہ وہ... چائے یا کافی پی لیتا ہوں۔"

"حد ہو گئی... اچھا پہلے آپ نیچے تو آجائیں... ساری دعوت [illegible] ہم [illegible] کر دی۔"

"جی نہیں... ہم نے درہم برہم نہیں کی... قتل کا آرڈر [illegible] اس شخص نے کی یہ گڑبڑ۔"

"اوہو... آخر وہ کون ہے... کہاں ہے..."

"ہم آرہے ہیں... نیچے آ کر بتاتے ہیں۔"

"تو کیا تم نے مجسمہ اس لیے گرا لیا تھا... کہ قاتل وار کرنے [illegible] چاہتا۔"

ایسے میں ایک آواز ابھری... یہ آواز انسپکٹر جمشید کی تھی... [illegible] وہ آواز کو قدرے بدل کر بولے تھے... تاہم انہوں نے فوراً جان [illegible] یہ وہ بولے ہیں... لہٰذا ان کی طرف دیکھتے ہوئے محمود نے کہا۔

"ہاں! قاتل وار کرنے والا تھا... اس وقت اسے روکنے کا اور [illegible] سمجھ میں نہیں آیا... لہٰذا ہم نے یہ مجسمہ گرا دیا۔"

"یہ تو خوب مزا آگیا۔" انسپکٹر جمشید چلائے۔

"کیا... مزا آگیا... آپ کون ہیں... ارے ہاں... آپ تو [illegible] کے ساتھ آئے تھے... سالار خان آپ کے ساتھ لے

آئے ہیں اور خان رحمان آپ کن چوں کو ساتھ لائے ہیں۔"
جاسم بلا کی آواز گونج اٹھی۔

خالی دعوت

اب وہاں چند لمحوں کیلئے موت کا سناٹا طاری ہو گیا.. ہر کوئی [illegible]ید کی طرف یا ان تینوں کی طرف دیکھ رہا تھا... ایسے میں خان [illegible] بولے۔

"آؤ نیچے چلیں۔"

"نہیں... اوپر ہی رہو..." انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"جی... کیا کہا... اوپر ہی رہیں۔"

"ہاں تاکہ تم قاتل پر اوپر سے نظر رکھ سکو... اور میں نیچے [illegible]... پہلے دعوت اڑائی جائے گی... ہم اس دعوت کو درہم برہم نہیں کریں گے... جاسم بلا کو ناراض نہیں کریں گے۔"

"کیا مطلب... آپ کون ہیں... اور یہ کون ہیں... یہ میری [illegible] ہے... یا پاگل خانہ.... ایسے لوگ دعوت میں شامل ہیں.... [illegible] نہیں۔"

"تو آپ نے اپنے نزدیکی دوستوں کو کیوں اجازت دی تھی [illegible] دوستوں کو بھی ساتھ لا سکتے ہیں... اب ظاہر ہے... [illegible] دوستوں کے دوستوں کو تو نہیں جانتے۔"

"اوہ ہاں! اس حد تک یہ بات ٹھیک ہے..." وہ بولے۔

"بس تو پھر... صبر کریں۔"

"لیکن آپ اپنے بارے میں وضاحت کریں۔"

"یہ میرے دوست ہیں... جاسم بلا... کیا اتنی وضاحت کافی نہیں۔" خان رحمان اوپرے بولے۔

"آپ کے دوست... یہ بہت عجیب تماشہ ہے... یہ دوست ہیں آپ کے اور آئے ہیں سالار خان کے ساتھ.... کیوں سالار خان صاحب یہ آپ کے ساتھ آئے تھے نا۔"

"جی... جی ہاں۔" وہ بولے۔

"تب پھر دیکھ لیں... آپ ایسے شخص کو ساتھ لائے ہیں... جنہوں نے دعوت درہم برہم کر دی ہے۔"

"پھر وہی.... ہم نے نہیں... قتل کے ارادے سے آنے والے آپ کے دوست نے... ہم نے تو اس کا وار خالی کیا ہے۔" فاروق نے تلملا کر کہا۔

"ارے بابا... آپ ہیں کون۔"

"بتا دیں ابا جان۔" فرزانہ بولی۔

"نہیں... پہلے دعوت ہو گی... جب سب فارغ ہو جائیں گے... اس وقت ہم بتائیں گے... اس سے پہلے نہیں۔"

"سالار خان... یہ کون ہیں؟"

"ان کی اجازت کے بغیر میں بھی نہیں بتا سکتا..." سالار خان

[illegible] پریشانی کے عالم میں کہا۔

"اچھی بات ہے... آپ سب لوگ لان میں چلیں... کھانا شروع کریں... بعد میں بات ہو گی۔" انہوں نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

پھر سب لوگ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے... البتہ وہ لوگ الگ تھلگ کھڑے رہے۔

"کیوں..... آپ لوگ کھانا نہیں کھائیں گے۔" راؤ بہادر [illegible]

"جی نہیں... ہماری یہاں دعوت نہیں... ہم بلا دعوت آئے ہیں... اس لیے نہیں کھائیں گے۔"

"جیسے آپ کی مرضی... ویسے جاسم بلا کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا... اگر آپ لوگ کھانے میں شریک ہو جائیں۔"

"نہیں... ہم شریک نہیں ہوں گے۔"

ان کی آواز سن کر خان رحمان اور پروفیسر داؤد ان کی طرف [illegible] آ گئے۔

"کیوں... آپ کی تو دعوت ہے... آپ کیوں آ گئے۔" انسپکٹر [illegible] مسکرائے۔

"نہیں جمشید... اگر تم نہیں کھاؤ گے تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔"

"[illegible] ہو گی۔" وہ جھلا کر بولے۔

"یہ تو ہے... یا تو تم بھی ہمارے ساتھ چل کر کھانا کھاؤ... یا ہم بھی نہیں کھائیں گے۔"

"یہ تو خیر ناممکن ہے۔"

"تب پھر... یہ بھی ناممکن ہے کہ ہم تمہارے بغیر کھائیں۔"

"ہم لوگ تو سمجھ لیں... ڈیوٹی پر ہیں۔"

"اور ہم تمہارے ساتھ ڈیوٹی پر ہیں..... "خان رحمان مسکرائے۔

ایسے میں انہوں نے جاسم بلا کو آتے دیکھا...

"یہ حضرات نہیں کھا رہے... ان کا کہنا ہے... چونکہ ان کی دعوت نہیں ہے... اس لیے یہ نہیں کھائیں گے... ہم ان کے بغیر کھا نہیں سکتے۔"

"کیوں... آپ کا ان سے کیا تعلق ہے۔" جاسم بلا زور سے اچھلے۔

"آپ کو کس بات پر حیرت ہے۔"

"یہ صاحب تو آئے ہیں سالار خان ابراری کے ساتھ... کھانا کھا رہے ہیں... جبکہ یہ آپ کے ساتھ نہیں آئے تھے... ان کے ساتھ سالار خان کھانے سے انکار کرتے تو ایک بات بھی تھی..."

"ان کی مرضی اور ان کی مرضی۔" خان رحمان نے کندھے اچکائے۔

"میں ان حضرات کو بھی دعوت دیتا ہوں... آئیے صاحبان آپ جو کوئی بھی ہیں... اب باقاعدہ دعوت دی جاتی ہے آپ کو۔"

"جی نہیں... آپ کا شکریہ۔"

"آپ کی مرضی... آپ تو چلیں۔" انہوں نے خان رحمان اور پروفیسر داؤد سے کہا۔

"نہیں... ہرگز نہیں... ویسے آپ محسوس نہ کریں... اور ... مہمان نوازی کے فرائض انجام دیں۔"

"اچھا۔" انہوں نے قدرے جھلا کر کہا اور چلے گئے...

"کیا محسوس کیا تھا جمشید... یا کیا دیکھا تھا تم نے۔"

"ابھی نہیں بتاؤں گا... ویسے مجھے بہت حیرت ہے... ناقابل ... معاملہ ہے..." انہوں نے کہا۔

"اور تم لوگوں نے مجسمہ کیوں گرایا... کوئی اور طریقہ نہیں تھا اس ... کو روکنے کا۔" خان رحمان بولے۔

"اس وقت بس یہی ترکیب سوجھی تھی... یوں بھی ہم لوگ ... کے سخت خلاف ہیں۔"

"او ہاں! یہ تو ہے... ان سے بت پرستی کی بو آتی ہے۔"

"لیکن ہم یہاں کھڑے اچھے نہیں لگ رہے۔"

"ہم یہاں سے ہل بھی نہیں سکتے... جاسم بلا کا دشمن کوئی ... اور بھی کر سکتا ہے... اگرچہ اب تک اسے اندازہ ہو چکا ہے کہ ہم ان کی ... میں ہیں... اس پر نظریں جمائے بیٹھے ہیں۔"

"اس صورت میں تو اسے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش ..."

"شاید وہ اسی کوشش میں ہے... اسی لیے تو ہم یہاں سے
نہیں سکتے... اگر وہ ایسی کوئی کوشش کرے گا... تو ہم اس کی کوشش
ناکام بنا دیں گے۔"

"ہوں اچھا خیر..... یہیں سہی۔" پروفیسر داؤد نے کندھے
اچکا دیے۔

آخر خدا خدا کر کے کھانے کا دور ختم ہوا... اس کے بعد چائے
اور کافی کا دور چلا... ایک بار پھر جاسم بلا ان کی طرف آئے۔

"کم از کم آپ لوگ چائے یا کافی تو ہمارے ساتھ پی لیں۔"

"جی نہیں... بالکل نہیں۔" انسپکٹر جمشید نے سرد آواز میں
جواب دیا۔

"آپ بہت سخت ہیں... کیا نام ہے آپ کا۔"

"آپ ابھی میرا نام نہ ہی پوچھیں..."

"حد ہو گئی۔" انہوں نے جھلا کر کہا اور پھر مہمانوں کی طرف
چلے گئے۔

"بہت پیچ و تاب کھا رہے ہیں یہ بے چارے۔" فاروق ہنسا۔

"انہیں اصل غصہ تم لوگوں پر ہے...... آخر تم نے ان کا
پسندیدہ مجسمہ توڑا ہے۔"

"وہ ان کی جان سے زیادہ قیمتی تو تھا نہیں لا جان۔" فرزانہ
مسکرائی۔

"ہاں! خیر... یہ تو ہے۔"

آدھ گھنٹے بعد کافی کا دور ختم ہوا... اب وہ ان لوگوں کی طرف
بڑھے... اور راؤ بہادر کے پاس پہنچ کر رک گئے۔

"میرا خیال ہے... اب ہمیں چلنا چاہیے۔"

"کیوں... کیا آپ لوگ میرے ساتھ نہیں جائیں گے۔"
راؤ بہادر بولے۔

"اگر آپ ہمارے ساتھ چلنا چاہتے ہیں تو پھر چلیے۔"

"شکریہ! آئیے... لیکن پہلے ہم جاسم بلا سے رخصتی ہاتھ
ملا لیں گے۔"

وہ جب ان کے پاس پہنچے اور ان سے رخصت چاہی تو وہ چلا
اٹھے... ان کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"یہ کیا... آپ لوگ جانے کی اجازت مانگ رہے ہیں...
آپ کو بتانا چاہیے تھا کہ مجھ پر حملہ کس نے کیا تھا۔"

"ہم نے پروگرام کینسل کر دیا ہے... آپ بال بال بچ گئے...
یہی کافی ہے..."

"لیکن جب تک وہ آزاد ہے... میں تو خطرے میں رہوں گا..
آپ اسے یہاں سب کے سامنے گرفتار کرائیں نا... میں پولیس انسپکٹر
کو بلاتا ہوں۔"

"ابھی اس سلسلے میں کچھ کام باقی ہے... پہلے ہم وہ کام کریں
گے... پھر اسے گرفتار بھی کرا دیں گے..."

"جی نہیں... آپ کیا چھپا رہے ہیں... میری الجھن میں

اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔"

"آپ نے کون سا کوئی جرم کیا ہے... آپ بے فکر رہیں... فکر کرنے کی ضرورت تو اسے ہے جس نے آپ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"اف مالک... آپ مجھے خوف میں مبتلا چھوڑ کر جا رہے ہیں۔"

"کیا کیا جائے... مجبوری ہے... آئیے سالار صاحب چلیں" انہوں نے صرف حیرت ظاہر کی... اور ان کے ساتھ چل پڑے... باقی لوگ بھی حیرت زدہ انداز میں انہیں دیکھتے رہ گئے... وہ کوٹھی سے نکل آئے... اب راؤ بہادر ان سے پریشانی کے عالم میں بولے۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آیا..... خیر... آپ اب میرے ساتھ چلیں گے یا ان حضرات کے ساتھ۔" انہوں نے خان رحمان اور پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا۔

"میں اب ان کے ساتھ جاؤں گا۔" وہ بولے۔

"جیسے آپ کی مرضی۔"

ان کے جانے کے بعد انسپکٹر جمشید نے اکرام کے نمبر ملائے اسے چند ہدایات دیں... پھر خان رحمان کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔

"کیا ہم چلیں۔"

"ہاں چلنا ہی ہوگا۔"

"لیکن جمشید... تم نے مجرم کو گرفتار کیوں نہیں کیا۔"

"ابھی تک میں یہ نہیں جان سکا... کہ مجرم جاسم بلا کو ہلاک کیوں کرنا چاہتا تھا... پہلے میں اس بات کی تہہ تک پہنچوں گا... پھر مجرم کو گرفتار کروں گا۔" انہوں نے کہا۔

آخر وہ گھر آ گئے... پہلے انہوں نے اکرام کو فون کیا... اسے ہدایات دیں... پھر فون رکھ کر بیگم سے بولے۔

"بہت بھوک لگی ہے... اور خاص طور پر پروفیسر صاحب کا تو بھوک کے برا حال ہوگا.... کیوں پروفیسر صاحب.... ٹھیک ہے نا۔"

"کیسے اندازہ لگایا جمشید۔" وہ ہنسے۔

"ایسے کہ وہاں رہ کر ہم خوشبوئیں تو سونگھتے ہی رہے ہیں... ان خوشبوؤں نے کیا آپ کی بھوک کو چمکا نہیں دیا ہوگا۔"

"بہت زیادہ... بس تمہاری وجہ سے میں رکا رہا۔"

"لیکن آپ لوگ تو دعوت میں گئے تھے۔" باورچی خانے سے بیگم جمشید کی حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"جی ہاں امی جان... دعوت میں گئے تھے... لیکن خالی [illegible]" فاروق نے منہ بنایا۔

"خالی دعوت... کیا مطلب... وہ کیسی دعوت ہوتی ہے۔"

"[illegible] تھی۔"

"وہ لوگ کھا رہے تھے... ہم کھڑے دیکھ رہے تھے۔"

"یہ کیا بات ہوئی۔"

فرزانہ انہیں بتانے لگی کہ یہ کیا بات ہوئی... ساری بات سن کر وہ بولیں۔

"تب تو آپ لوگوں نے اچھا کیا... خان صاحب اور پروفیسر صاحب تو کھا سکتے تھے۔"

"ہم نے اس معاملے میں بھی جمشید کو تنہا نہیں چھوڑا۔" پروفیسر ہنسے۔

"ہاں واقعی... یہ تو ہے۔"

"لیکن آپ نے مجرم کو گرفتار کیوں نہیں کیا۔"

"بات ابھی تک سمجھ میں نہیں آئی... آخر وہ شخص انہیں کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے... وجہ بتانے پر جاسم بلا تیار نہیں ہیں..."

"لیکن مجرم تو اب اس موقعے سے فائدہ اٹھا کر فرار ہو جائے گا... کیونکہ وہ جانتا ہے... ہم اسے پستول سے فائر کرنے کی کوشش کرتے دیکھ چکے ہیں۔"

"یہی تو دیکھنا ہے... وہ فرار ہوتا ہے یا نہیں... اکرام کے آدمی اس کی نگرانی کر رہے ہیں... فی الحال ہمیں ایک کام کرنا ہے، اس کے لیے اکرام آتا ہی ہوگا۔"

عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی... انداز اکرام کا تھا... اسے اندر لے آئے... اس کے ہاتھ میں ریکارڈ کی ایک فائل... اور بہت موٹی تھی... انہوں نے اس فائل کے ایک ایک ورق

دیکھنا شروع کیا... ہر صفحے پر ایک تصویر لگی تھی... اور تصویر والے شخص کے بارے میں ضروری معلومات درج تھیں۔ وہ دیکھتے چلے گئے... آخر ایک تصویر پر ان کے ہاتھ رک گئے۔

"یہ رہا احمد بھائی... عرف معصوم بیگ نادان۔"

"آپ کا مطلب ہے... حملہ اس نے کیا تھا۔" محمود نے کہا۔

"نہیں... پہلے تفصیل سن لو... یہ کون ہے... یہ ایک شاعر [illegible] مارا پھرا کرتا تھا... لوگ اس سے اشعار سن کر اسے کچھ انعام دیا کرتے تھے... شاعر اچھا تھا... اشعار میں وزن ہوتا تھا، میں بھی اس کے اشعار سن لیا کرتا تھا... اس نے بے روزگاری کی شکایت کی... میں نے کسی دوست سے کہا... ان دنوں میں کوئی مشہور و معروف [illegible] تو تھا نہیں کہ خود ملازمت دلوانے کے قابل ہوتا... اس [illegible] غالباً اسے کہیں ملازمت دلوادی... پھر میں ملک سے باہر [illegible] چلا گیا... اور اس کے بارے میں پھر کبھی خیال بھی نہ آیا... [illegible] میں نے اسے راؤ بہادر کے گھر دیکھا ہے۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہاں... اب وہ ان کے گھر ملازمت کر رہا ہے... اور یہ فائل [illegible]... اس نے سالوں پہلے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا... ان دنوں جاسم بلا کے گھر ملازمت کرتا تھا... غالباً میرے دوست [illegible] وہاں ملازم رکھوا دیا تھا... بعد میں جاسم بلا کے گھر اس سے [illegible] قتل ہو گیا اور اسے گرفتار کر لیا گیا... پھر اسے سزا ہو گئی... سزا

کاٹ کر جب یہ باہر آیا تو راؤ بہادر نے اسے اپنے گھر ملازم رکھ لیا... یہ ہے اس کی کہانی۔"

"لیکن اس کہانی میں تو جاسم بلا کو قتل کرنے کی کوشش کا کوئی ذکر نہیں..... کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ شخص احمد بھائی عرف معصوم بیگ نادان جاسم بلا کو قتل کرنا چاہتا ہے... لیکن ہم نے تو اسے وہاں دیکھا ہی نہیں۔"

"یہی تو سوال ہے... یہ تو وہاں تھا نہیں... پھر وہ شخص کیوں جاسم بلا کو قتل کرنا چاہتا ہے۔"

"تو آپ چل کر اس سے پوچھ لیں... اگر وہ اس وقت تک فرار نہیں ہو گیا۔" محمود بولا۔

"کیوں اکرام... کیا رپورٹ ہے... وہ فرار تو نہیں ہوا۔"

"جی نہیں... اس نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی۔"

"تب پھر پہلے ہم احمد بھائی سے ملیں گے جا کر۔"

"چلئے... مارے سسپنس کے میرا برا حال ہے۔"

وہ سب اسی وقت راؤ بہادر کے ہاں پہنچے... گھنٹی بجانے پر احمد بھائی نے دروازہ کھولا۔

"اوہ... آپ لوگ ہیں... آیئے..."

وہ انہیں ڈرائنگ روم میں لے آیا... اور یہ کہہ کر جانے لگا:

"میں صاحب کو بھیجتا ہوں۔"

"لیکن ہم آپ سے ملنے آئے ہیں۔"

"جی... مجھ سے..." اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! آپ سے۔"

"او کے... فرمایئے... آپ کو مجھ سے کیا کام ہے۔"

"گیارہ سال پہلے آپ نے جاسم بلا کے دوسرے ملازم کو قتل کیوں کیا تھا۔"

"کیا!!!" وہ چلا اٹھا... اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں...

"آپ جیل کاٹ کر آئے ہیں... اس میں حیرت کی کیا بات ہے... کیا راؤ بہادر کو یہ بات معلوم نہیں۔"

"معلوم ہے۔" اس نے فوراً کہا۔

"بس تو پھر... اس میں پریشان ہونے اور گھبرانے کی کیا بات ہے... میں تو یہ بھی بتا سکتا ہوں... آپ وہی معصوم بیگ نادان ہیں... جو کبھی مجھے شعر سنایا کرتے تھے۔"

"آپ نے بالکل ٹھیک کہا۔"

انہوں نے راؤ بہادر کی آواز سنی... وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہو رہے تھے۔

سچ تو یہی ہے

" اوہ! السلام علیکم... آئیے آئیے خان صاحب... آپ بھی آ گئے۔"

"شکریہ! آپ کو احمد بھائی پر شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے... یہ معصوم بیگ نادان ضرور ہے... لیکن اس معاملے میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔"

"کس معاملے میں؟"

"جس کی آپ یہاں چھان بین کر رہے ہیں... یعنی جاسم بلا پر حملہ کرنے سے اس غریب کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"کک... کیا مطلب... کک... کیا جاسم بلا پر کسی نے حملہ کیا ہے۔"

"اوہ نہیں احمد بھائی..... آپ اس چکر میں نہ پڑیں..... آپ جائیں... مہمانوں کے لئے چائے بنا کر لے لائیں۔"

"جی... جی اچھا۔"

"نہیں... آپ نہیں جا سکتے۔" انسپکٹر جمشید سرد آواز میں بولے۔

"کیا مطلب؟" دونوں ایک ساتھ بول اٹھے۔

"ہمیں چائے کی کوئی ضرورت نہیں... آپ سب تشریف [رکھیں]... اگر ان کا تعلق اس معاملے سے نہیں ہے یا انہیں جاسم بلا سے کوئی غرض نہیں ہے... تو بھی میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں... انہوں نے جاسم بلا کے ملازم کو قتل کیوں کیا تھا... میں نے ان کی فائل [دیکھی ہے]... جب انہیں گرفتار کیا گیا... تو انہوں نے فوراً جرم کا اقرار [کر لیا تھا]۔"

"وہ جھگڑا بس بلاوجہ ہی ہو گیا تھا... باتوں باتوں میں جھگڑا [ہو] گیا... اور میں نے پھل کاٹنے والی چھری اس کے سینے پر دے [ماری]... بس مجھے اس پر غصہ آگیا تھا۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"ہاہا..... آپ سفید جھوٹ بول رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید [بولے]

"جی... کیا مطلب؟"

"آپ کو غصہ نہیں آتا... میں آپ کے اشعار سن چکا ہوں.. [آپ] معصوم اور سیدھے سادھے آدمی ہیں... آپ کوئی قتل بھی [نہیں کر سکتے]... پھر بھی آپ کہتے ہیں... آپ نے جاسم بلا کے ملازم کو قتل کیا تھا... آپس کی باتوں باتوں میں... بس جھگڑا [ہو] گیا اور آپ نے اس کے سینے پر چھری دے ماری... یہ ہے آپ کا [بیان]... اور اس وقت آپ باورچی خانے میں تھے..... یہی بیان تھا نا آپ

"ہاں! جناب اور اس میں کوئی جھوٹ نہیں تھا۔"

"شکریہ... آپ صرف یہ بتائیں... وہ جھگڑا کیا تھا... ک
بات پر ہوا تھا۔"

"وہ میرے سامنے جاسم بلال کی برائی کر رہا تھا... میں نے ا
روکا کہ ہم ان کا نمک کھاتے ہیں... یوں بھی وہ بہت اچھے ہیں...
ہیں.. اچھی تنخواہ دیتے ہیں.. لہٰذا ہمیں ان کی برائی نہیں کرنا چاہیے۔"

"اور اس ملازم کا نام رومان خالد تھا..."

"جی... جی ہاں! اس کا یہی نام تھا۔"

"شکریہ! ہمیں آپ سے بس یہی پوچھنا تھا... آپ کو
پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"تو کیا اب میں جا سکتا ہوں... مجھے گھر کا بہت کام ہے۔"

"ہاں! ضرور... ہم بھی بس اب چلیں گے۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"گویا آپ صرف اس سے ملنے کے لیے آئے تھے۔" راؤ
نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں... بس... اتنا ہی کافی ہے... آپ سے کسی ملاقات
باتیں کریں گے۔"

وہ انہیں حیرت زدہ چھوڑ کر باہر آ گئے... اب ان کا رخ
اور سمت میں تھا... جلد ہی انہوں نے ایک دروازے پر دستک د
اندر سے ایک عورت کی آواز سنائی دی... دروازہ بالکل تھوڑا سا

یا تھا۔

"جی... فرمائیے۔"

"رومان خالد صاحب یہیں رہا کرتے تھے؟"

"ہاں!" غم زدہ آواز میں کہا گیا۔

"شکریہ... آپ ان کی بیوہ ہیں شاید۔"

"جی ہاں!" اس نے فوراً کہا۔

"آپ ان کے بارے میں کچھ بتا سکتی ہیں۔"

"کیا مطلب... اب آپ کیا جاننا چاہتے ہیں... یہ واقعہ تو
بارہ سال پہلے کا ہے... قاتل فوراً پکڑا گیا تھا اور اس نے جرم کا
اقرار بھی کر لیا تھا اور اسے سزا بھی ہو گئی تھی... اب اس معاملے میں
... کی کیا ضرورت پیش آ گئی... اور آپ کون لوگ ہیں۔"

"مجھے انسپکٹر جمشید کہتے ہیں... یہ میرے ساتھی ہیں... اس
کی دوبارہ تفتیش کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آ گئی کہ کوئی
جاسم بلال کو قتل کرنا چاہتا ہے۔"

"تو پھر... اس سے اس معاملے کیا تعلق... وہ کوئی ان کا
... تھا... ارے ہم... مگر... نہیں... ان کا کوئی دشمن کیسے ہو سکتا
تھا... وہ تو بہت نیک انسان ہیں... بہت زیادہ اچھے... رومان تو
ان کی بے حد تعریف کیا کرتے تھے... بے حد تعریف... وہ کہا کرتے
... انہیں تو بہت کم ملتا ہے... وہ ہمارا بہت خیال رکھتے ہیں...
... تنخواہ دیتے ہیں... دکھ درد میں کام آتے ہیں..."

"یہ کہا کرتے تھے وہ۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔
"ہاں بالکل..."
"اور انہوں نے کبھی معصوم بیگ نادان کے بارے میں
میں کچھ کہا..."
"وہ... قاتل؟"
"ہاں! وہی۔" انہوں نے کہا۔
"وہ اس کی بہت تعریف کیا کرتے تھے... کہا کرتے تھے
ایک اچھا ساتھی مل گیا ہے انہیں... جاسم بلا کے ہاں بہت اچھا
گزر جاتا ہے۔"
"اوہ اچھا... آپ کے کتنے بچے ہیں۔"
"جی میرے تین بچے ہیں۔"
"ان کی گزر بسر کیسے ہوتی ہے۔"
"رومان خالد کے چھوٹے بھائی اس وقت غیر شادی
تھے... انہوں نے مجھ سے شادی کر لی تھی۔ لہٰذا گزر بسر کا کوئی
پیدا نہیں ہوا... اس وقت وہ گھر سے باہر گئے ہوئے ہیں...
آپ لوگوں کو اندر ضرور بٹھاتے۔"
"کوئی بات نہیں... اکیلی عورت کے ساتھ ہم خود بھی
بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔"
"اوہ... شکریہ۔"
"اچھا بس... ہمیں آپ سے یہی باتیں معلوم کرنا تھیں

"کیا آپ کا خیال ہے... جاسم بلا کا دشمن اس معاملے سے
[illegible] تعلق رکھتا ہے۔"
"جی ہاں... یہ صرف خیال نہیں... اب تو ہمیں اس بات کا
[illegible] ہے۔"
"اوہ اچھا... یہ سن کر حیرت ہوئی۔"
اور وہ وہاں سے پلٹ آئے...
"معصوم بیگ کا بیان ہے... رومان خالد جاسم بلا کی برائی کرتا
تھا... اور اس روز وہ اس میں زیادہ ہی آگے بڑھ گیا... جس پر جھگڑا
ہوا اور وہ اس کے ہاتھوں مارا گیا... لیکن رومان خالد کی بیوہ کا بیان ہے..
وہ گھر میں جاسم بلا کی بے حد تعریف کیا کرتا تھا... اس میں بھلا کس کا
بیان غلط ہو سکتا ہے۔"
"معصوم بیگ نادان کا۔" محمود نے فوراً کہا۔
"بالکل... اور اس کا مطلب ہے... ان کے درمیان اس روز
کوئی جھگڑا نہیں ہوا تھا..."
"بالکل نہیں... یا کم از کم جھگڑا اس بات پر نہیں ہوا تھا۔"
"ہمیں معصوم بیگ نادان سے ایک ملاقات اور کرنا ہوگی۔"
"چلیے پھر لگے ہاتھوں ابھی کر لیتے ہیں۔"
وہ پھر راؤ بہادر کے ہاں پہنچے... اس وقت راؤ بہادر گھر نہیں
تھے... البتہ معصوم بیگ تھا... اس نے انہیں دیکھ کر حیرت زدہ انداز
میں پلکیں جھپکائیں۔

"ہم اس قدر جلد پھر آگئے... آپ یہی کہنا چاہتے ہیں نا۔"

"جی... جی ہاں۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"آپ کا بیان ہے... اس روز جھگڑا صرف اس بات پر ہ
کہ رومان خالد جاسم بلا کی برائی بیان کر رہا تھا اور آپ اسے ایسا کر
سے منع کر رہے تھے... وہ باز نہ آیا... آپ کو غصہ آگیا... آپ
پھل کاٹنے والی چھری اسے دے ماری... اور پھر خود کو پولیس
حوالے کر دیا..."

"جی ہاں! یہی بات ہے۔"

"لیکن..." وہ پرزور آواز میں بولے۔

"جی... لیکن کیا۔" وہ چونک اٹھا۔

"لیکن... اس کی بیوہ کا کہنا ہے... وہ ہمیشہ گھر میں جاسم
تعریفیں کیا کرتا تھا۔"

"عدالت میں بھی اس نے یہی بیان دیا تھا... لیکن...
بیان درست نہیں مانا گیا تھا۔"

"آپ اپنی بات کریں... آپ کیا کہتے ہیں... اس کا
ٹھیک ہے یا غلط۔"

"بالکل غلط... وہ ان کی برائی کرتا رہتا تھا۔"

"اور جاسم بلا سے آپ لوگوں کو کوئی شکایت نہیں تھی۔"

"بالکل نہیں... ملازمین کے لیے وہ بہت اچھے تھے۔"

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں..." انسپکٹر جمشید اچانک

از میں بولے۔

"جی... کیا مطلب؟"

"آپ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔"

"وہ کیسے جناب۔"

"آپ کا رومان خالد سے اس روز کوئی جھگڑا ہوا ہی نہیں

"جی... کیا مطلب... آپ تو اس طرح کہہ رہے ہیں جیسے
تھے۔" اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"میں وہاں موجود نہیں تھا... لیکن میں یہاں موجود ہوں۔"

"میں نے کب کہا کہ آپ یہاں موجود نہیں ہیں۔"

"تو پھر بتائیں... رومان خالد کو کس نے قتل کیا تھا۔"

"آخر اب اس سوال جواب کی کیا ضرورت ہے... یہ معاملہ

"لیکن آپ نے گیارہ سال جیل کاٹی ہے... گیارہ سال۔" وہ

"میں نے جرم کیا... سزا پائی۔"

"آپ نے جرم نہیں کیا تھا..... صرف سزا پائی..... آخر

"وہ کیسے۔"

"میری بات پر کوئی یقین نہ کرتا... کوئی یقین نہ کرتا... اس

لیے میں نے چپ چاپ اقرار جرم کر لیا۔"

"کیا مطلب؟" وہ سب بری طرح اچھلے۔

"ہاں میں اور کیا کرتا... باورچی خانے میں داخل ہوا تو و[...]
رومان خالد کی لاش پڑی نظر آئی... اس کے سینے میں چاقو تھا...
خیالی میں میں نے چاقو نکال لیا... عین اس لمحے جاسم بلا کی چیخ [...]
سنائی دی... ارے یہ کیا... تم نے رومان خالد کو مار ڈالا... اف [...]
ظلم کیا تم نے... بے وقوف... اتنے اچھے انسان کو کیوں مار ڈالا...
نے تمہارا کیا بگاڑا تھا۔ اسی وقت گھر کے باقی افراد بھی وہاں آگئے...
لگے چیخنے... یہ... یہ کیا کیا تم نے... اف قتل کر دیا... ظالم...
وقوف..." میں ان سب کی چیخیں سنتا رہا... سنتا رہا... خوف[...]
کھڑا کا کھڑا رہ گیا... پھر انہوں نے پولیس کو بلایا... پولیس نے
سمیت مجھے گرفتار کر لیا... میں نے سوچا... ان سب کے مقابلے [...]
ہے... جو میری بات پر اعتبار کرے گا... ایک غریب ملازم کی
سنتا... جاسم بلا کے مقابلے میں..."

"ارے باپ رے... تت... تو کیا... اسے جاسم بلا [...]
کیا تھا۔"

"میں نے آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا... میں تو بس ا[...]
ہوں... میں نے واقعی قتل نہیں کیا تھا۔"

"ہوں... آخر اب آپ نے سچ بات بتا ہی دی۔"

"کیا کرتا... آپ تو پیچھے ہی پڑ گئے تھے۔" اس نے [...]

ہو کر کہا۔

"اور جاسم بلا کو اب کون ہلاک کرنا چاہتا ہے۔"

"اس بارے میں میں کچھ نہیں جانتا۔"

"جیل سے رہا ہونے پر آپ یہاں کیسے ملازم ہو گئے؟"

"آپ نے میری سفارش انہی سے کی تھی... ان کے پاس
اس ... ملازم موجود تھے اور وہ بہت اچھے تھے، انہیں نکالنا نہیں
... جبکہ ان کے دوست جاسم بلا کو ملازم کی ضرورت تھی...
... انہوں نے میری سفارش ان سے کی اور انہوں نے مجھے ملازم رکھ
... جیل سے نکلا تو سیدھا ان کے پاس آیا... انہوں نے مجھے ملازم
رکھ لیا۔"

"کیا تم نے انہیں اپنی کہانی سنائی تھی... یہ بتایا تھا کہ قتل
آپ نے نہیں کیا تھا۔"

"ملازمت حاصل کرنے کے لیے مجھے یہ کہانی سنانا پڑی...
میں نے جب ان سے کہا کہ اب تو میں سزا کاٹ آیا ہوں... جھوٹ بول
کر بھلا مجھے کیا مل جائے گا... تو انہیں فوراً یقین آگیا اور مجھے ملازم رکھ
لیا... وہ بہت اچھے آدمی ہیں۔"

"ہاں یہ تو خیر ہے... لیکن اب سوال یہ ہے کہ رومان خالد کو
قتل کس نے کیا تھا اور کیوں۔"

"یہ تو آپ ہی بتا سکتے ہیں۔"

"کیا اس روز رومان خالد نے کوئی بات آپ سے کی تھی۔"

"ایک روز اس نے خوف زدہ انداز میں صرف اتنا کہا تھا کہ
کوئی شخص رات کی تاریکی میں جاسم بلا سے خفیہ طور پر ملاقاتیں کر [illegible]
ہے... اس وقت گھر کے سب افراد سوئے ہوئے ہوتے ہیں... وہ [illegible]
بھی سرونٹ کوارٹر میں ہوتا ہے... لیکن وہ نیند کی کمی کا مریض ہے...
کبھی کبھی اسے رات گئے تک نیند نہیں آتی... لہٰذا وہ اٹھ کر ٹہلنے لگ [illegible]
ہے... ایسی حالت میں اُس نے اس شخص کو آتے دیکھا ہے... لیکن [illegible]
نہیں جانتا کہ وہ کون ہے... بس صرف یہ بات اس نے بتائی تھی... اس
پر میں نے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے... وہ کوئی غریب آدمی ہو... اور [illegible]
ضرورت بیان کرنے رات کی تاریکی میں آتا ہو... جاسم بلا صاحب اس
کی مدد چھپ کر کر دیتے ہوں... اس پر رومان خالد چپ ہو گیا... اس
بات کے بتانے کے چند دن بعد میں نے باورچی خانے میں اس کی لاش
دیکھی..." یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

"یہ آپ نے ایک پراسرار بات بتا دی... کیا آپ نے یہ بات
راو بہادر کو بھی بتائی تھی۔"

"جی نہیں... یہ تو مجھے ابھی یاد آئی ہے... آپ کے سوال
کرنے پر۔"

"اچھی بات ہے... آپ ان باتوں کا کسی سے ذکر نہ کریں۔"

"جی اچھا۔"

"راو بہادر سے بھی نہ کریں۔"

"بہت بہتر۔" اس نے کہا۔

وہ وہاں سے چلے آئے... انسپکٹر جمشید نے اکرام کو چند
[illegible] اور فون بند کر [illegible] ان سے لے لے۔

"اس [illegible] کے دوران ہم اس شخص کو بھول گئے... جسے
[illegible] اس نے فون [illegible] سے گرفتار کیا تھا..."

"[illegible]... اوہ... ہم نے اس سے ملنے کے بارے میں سوچا تھا..
[illegible] کے ہاں اس قدر مصروف ہو گئے کہ اس کا خیال بھی نہ رہا،
[illegible] آپ کے خیال دلانے پر یاد آیا ہے۔"

"او پھر... اس سے بھی بات ہو جائے... وہ تھانے میں ہے"

"کہانی کافی مزے دار ہو چلی ہے جمشید۔"

"ہاں! مزا آ رہا ہے اور اب ختم کے قریب ہے۔"

پھر وہ پولیس اسٹیشن پہنچے... انسپکٹر صاحب نے فوراً اس شخص
[illegible] سے نکلوایا اور ان کے سامنے بٹھا دیا...

"آپ کیا کہتے ہیں۔"

"جی... کس سلسلے میں۔"

"آپ نے جاسم بلا کو فون کیا تھا اور فون پر انہیں دھمکی دی
[illegible] انہیں قتل کر دیا جائے گا۔"

"جی... جی ہاں۔"

"لیکن کیوں... آپ کا نام کیا ہے۔"

"جی... شبیر احمد۔" اس نے بتایا۔

"آپ نے انہیں یہ فون کیوں کیا۔"

"پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے... میں جیل جانے کے لیے
بھی تیار تھا... لہٰذا میں نے فون پر یہ الفاظ کہہ دیے۔"

"ہم سمجھے نہیں۔"

"میں ایک بیروزگار آدمی ہوں صاحب... اس فون بوتھ
سے کچھ فاصلے پر دفتر روزگار ہے... وہاں پر دیکھنے گیا تھا کہ کہیں کسی
ادارے کو ملازم کی ضرورت ہے یا نہیں... مجھ جیسے لوگ روز ہی وہاں
جاتے ہیں... میں مایوس ہو کر باہر نکل رہا تھا... کہ ایک شخص نے کاغذ
پر لکھا ہوا پیغام مجھے دیا اور کہا کہ اس نمبر پر فون کر کے یہ الفاظ کہہ
دوں... مجھے پانچ سو روپے ملیں گے... میں اس روز بھوکا تھا... بھوکا کو
چاہیے 'دو روٹیاں... میں نے فوراً پانچ سو کا نوٹ لے لیا اور جا کر فون
کرنے لگا... بس پولیس آئی... اور مجھے پکڑ لیا... مارا پیٹا... پانچ سو
کا نوٹ بھی لے لیا اور اب تک بھوکا پیاسا رکھا ہے ان لوگوں نے...
کوئی انصاف یہاں..."

"کیوں انسپکٹر صاحب... اسے کھانا نہیں دیا۔"

"میں نے اس سے کہا تھا سر... سچ اگل دو... کھانا دے دیں
گے... اس پر کہنے لگا... سچ تو یہی ہے... اور جو کہلوانا چاہتے ہو...
دیتا ہوں... لکھ کر دے دیتا ہوں... ہم نے کہا پھر یہ نہ کہو... سچ تو
ہے... لیکن اس نے یہ کہنے سے انکار کر دیا... بار بار کہنے لگا سچ تو
ہے... سچ تو یہی ہے... سچ تو یہی ہے..."

انہیں ہنسی آ گئی...

"کیوں بھئی... سچ کیا ہے۔"

"سر... سچ تو یہی ہے۔" وہ فوراً بولا... وہ پھر ہنس دیے...
آخر اس سے بولے۔

"ہم تمہیں کھانا بھی کھلا دیں گے... ملازمت بھی دلوا دیں
گے... حوالات سے جان بھی چھڑائیں گے... صرف یہ بتا دو... اس
آدمی کا حلیہ کیسا تھا... جس نے تمہیں پانچ سو کا نوٹ دیا تھا..."

"حلیہ... وہ دبلا پتلا اور لمبا آدمی تھا... ناک کی نوک پر ایک
ابھرا ہوا تل تھا۔"

"کیا!!!" وہ چلا اٹھے۔

"کیوں جناب آپ کو کیا ہوا۔"

"ایک منٹ۔" انہوں نے کہا اور پھر فون پر اکرام کو ہدایات
دیں... جلد ہی وہ راؤ بہادر کے ملازم معصوم بیگ کو لیے تھانے میں
داخل ہوا... اس پر نظر پڑتے ہی وہ شخص چلا اٹھا:

"وہ... وہ یہی تھا۔"

ادھر اس شخص کو دیکھ کر معصوم بیگ چونک اٹھا اور پھر اس
کے چہرے کا رنگ اڑتا نظر آیا۔

"انسپکٹر صاحب... اس بے چارے کو رہا کر دیں... لیکن پہلے
اسے کھانا کھلائیں۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا۔

"اور تم یہ کارڈ رکھ لو... کسی وقت مجھ سے آ کر مل لینا...

آئندہ اس طرح کسی سے پیسے لے کر کوئی غلط فون نہ کرنا۔"

"لل... لیکن جناب۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"لیکن جناب کیا؟" وہ بولے۔

"میرے پانچ سو روپے کا نوٹ تو ان سے دلوا دیں۔"

وہ ہنس پڑے... اور اپنی جیب سے پانچ سو روپے نکال کر اسے دے دیے... انسپکٹر صاحب اسے اپنے ساتھ لے کر وہاں سے دوسری طرف چلے گئے۔

"اب آپ کیا کہتے ہیں۔"

"اس کا بیان درست ہے... میں نے ہی اسے فون پر جاسم بلا کو وہ الفاظ کہنے کے لیے پانچ سو روپے دیے تھے۔" اس نے پرسکون آواز میں کہا۔

"میں سمجھ گیا۔" انسپکٹر جمشید مسکرا دیے۔

"جی... آپ... آپ کیا سمجھ گئے۔"

"سب کے سامنے ہی بتاؤں گا... وہ بھی چند دن بعد۔" انہوں نے پراسرار انداز میں کہا۔

اصل کہانی

جاسم بلا کی کوٹھی میں اس وقت بہت سے لوگ جمع تھے... انسپکٹر جمشید نے انھیں فون کر کے بتایا تھا کہ وہ اس راز سے پردہ اٹھائیں گے کہ جاسم بلا پر قاتلانہ حملہ کون کرنا چاہتا تھا... فون پر دھمکی کس نے دی تھی... لہٰذا انہوں نے باقی متعلقہ لوگوں کو اس فون کے ذریعے اطلاع دے دی تھی کہ وہ وہاں پہنچ جائیں... لہٰذا اس وقت شام کے سات بجے تھے اور وہاں سب موجود تھے۔

ان میں راؤ بہادر، احمد بھائی عرف معصوم بیگ نادان، سالار خاں اوراری، جاسم بلا کے دفتر کا ملازم غوری، یہ سب شامل تھے... اور جاسم بلا تو گویا اس وقت میزبان تھے۔

ان سب کی نظریں انسپکٹر جمشید پر جمی تھیں... وہاں ان کے ساتھ ان کے سب ساتھی بھی تھے۔ اکرام اور اس کے چند ماتحت بھی باہر کھڑے تھے... کہ کوئی ایسی ویسی صورتحال پیش آجائے تو وہ اندر آسکیں۔

"میرا خیال ہے... سب لوگ آچکے ہیں... اب آپ شروع کریں... اور ہمیں بتائیں... یہاں کیوں بلایا گیا ہے۔" سالار خاں اوراری نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! میں بات شروع کرتا ہوں... دراصل یہ کہانی آ[ج]
سے گیارہ سال پہلے کی ہے۔"

"کیا کہا... گیارہ سال پہلے کی کہانی۔" جاسم بلا چلا اٹھا۔

"دیکھیے... بس سنتے جائیے... اگر اس طرح درمیان [illegible]
سوالات کا سلسلہ جاری رہا تو کہانی کا مزا نہیں آئے گا... گیارہ سال [illegible]
محترم جاسم بلا کے گھر میں دو ملازم کام کرتے تھے... ایک روز ان [illegible]
سے ایک ملازم کو چاقو مار کر ہلاک کر دیا گیا... دوسرے ملازم کے ہا[illegible]
میں خون آلود چاقو پایا گیا۔ یعنی یہاں موجود احمد بھائی کے ہاتھ میں۔

"کک... کیا مطلب..." جاسم بلا بری طرح اچھلے... ان[illegible]
آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

"جی ہاں جناب! یہ دراصل معصوم بیگ نادان ہیں۔"

"نن... نہیں... نہیں۔" وہ بول اٹھے۔

"سنتے جائیے... انہیں گرفتار کر لیا گیا... انہوں نے
جرم کا اقرار کر لیا اور بتایا کہ باتوں باتوں میں یہ قتل اچانک ہو گیا...
مقتول جاسم بلا کی برائی بیان کر رہا تھا... احمد بھائی نے اسے روکا...
بات پر جھگڑا ہو گیا اور احمد بھائی نے اس کے سینے میں چاقو دے مارا...
جو اتفاق سے اس کے دل پر لگا اور اس کی موت واقع ہو گئی...
طرح احمد بھائی پر مقدمہ چلا اور انہیں گیارہ سال کی سزا سنائی گئی...
سزا کاٹ کر راؤ بہادر کے پاس پہنچے... کیونکہ راؤ بہادر نے ہی ان[illegible]
سفارش جاسم بلا سے کی تھی کہ اسے ملازم رکھ لیا جائے... اس نے [illegible]

[illegible] تو انہوں نے اسے اپنا ملازم رکھ لیا... یہ تو تھی
[illegible]... اب کی کہانی یہاں [illegible] ہوتی ہے کہ کسی آدمی نے
[illegible] دعوت والے روز شام کے وقت جاسم بلا کو قتل کر دیا
[illegible]... ادھر اس نے [illegible] بھی یہ اطلاع دی... ان کے صدر
[illegible] تعلقات ہیں... لہٰذا مجھے یہ بات سرکاری طور پر بتائی
[illegible] وہاں بھیجا تو پتا چلا کہ فون کرنے والے کو گرفتار
[illegible] لہٰذا اب کوئی خطرہ نہیں رہا' اس پر حیرت ہوئی... اور
[illegible] کام جاری رکھا... میں نے پروگرام بنایا کہ دعوت میں
[illegible] روپ میں شامل ہوں گا تاکہ اس آدمی کو معلوم نہ ہو کہ میں
[illegible] میں موجود ہوں... محمود' فاروق اور فرزانہ کو خان رحمان
[illegible] کے ساتھ میک اپ میں بھیج دیا گیا... جب وہ یہاں
[illegible] کی نظریں اس مجسمے پر پڑیں... اس کے ہاتھ میں رائفل
[illegible] کہ قاتل اس مجسمے کے روپ میں وار کر سکتا ہے... لہٰذا
[illegible]... تاکہ اس کا جائزہ لیا جا سکے... ادھر میں راؤ بہادر
[illegible]... تاکہ ان کے ساتھ دعوت میں شامل ہو جاؤں... لیکن
[illegible] ان کے ملازم کو دیکھا... تو حیرت زدہ رہ گیا... کیونکہ وہ
[illegible] تھا... اگرچہ اب وہ احمد بھائی کے نام سے رہ رہا تھا...
[illegible] کیا کہ اس شخص کو قتل کے جرم میں سزا ہوئی
[illegible] اب یہاں ملازمت کیسے کر رہا ہے... خیر میں راؤ بہادر کے
[illegible] یہاں جاسم بلا کے دروازے پر پہنچا تو پتا چلا کہ ہمارا گارڈ

کینسل کر دیا گیا ہے اور ہمیں اندر جانے کی اجازت نہیں... میں
رک کر جاسم بلا صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں... کہ انہوں نے
بہادر کا کارڈ کیوں کینسل کیا تھا۔"

"یہ بات میرے علم میں آچکی تھی کہ معصوم بیگ نادان
ان کے ہاں ملازمت کرتا ہے... جب مجھے پتا چلا کہ کوئی نامعلوم
دعوت کے دوران مجھ پر وار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو پہلا شک
راؤ بہادر پر گیا... لہٰذا میں نے حفاظت کے خیال سے ان کا کارڈ
کر دیا..."

"لیکن کیوں... پہلا شک آپ کا ان پر ہی کیوں گیا۔"

"مجھے خیال گزرا تھا کہ راؤ بہادر معصوم بیگ سے مل
سازش میرے خلاف کرنا چاہتے ہیں۔"

"اچھا خیر... میں آخر سالار خان ابراری کے ساتھ م
میں اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا... سب لوگ جب
میں مشغول ہوئے تو میں ایک درخت پر چڑھ گیا... تاکہ دیکھ
وہ کون ہے... جو ان پر حملہ کرنا چاہتا ہے... اور میں نے اسے د
ادھر محمود، فاروق اور فرزانہ میں سے کسی نے دیکھ لیا... اس لی
اس وقت اور تو کچھ نہ سوجھا... انہیں اس کے وار سے بچانے
وہ مجسمہ نیچے گرا دیا... لیکن ان کے مجسمہ نیچے گرانے سے پہلے
آور کے پستول پر فائر کر چکا تھا... میرے پستول کی گولی اس کے
کی نال پر لگی۔ پستول اس کے ہاتھ سے نکل گیا... تاہم ا

اوروں کی نظریں بچا کر اٹھا لیا اور جیب میں رکھ لیا... میرا پستول
[illegible] بے آواز تھا، اس لیے کسی کو کانوں کان پتا نہ چلا... لیکن مجسمہ
گرنے کا باعث کون بنا۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"یہ تو خیر ہوا... لیکن آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ فائر
کرنے کی کوشش کرنے والا کون تھا۔"

"راؤ بہادر... جن کے ساتھ میں آیا تھا... اور جن کے گھر
معصوم بیگ نادان اس وقت ملازم ہے۔"

"کیا... کیا... نن نہیں... نہیں..." جاسم بلا پوری قوت
سے چلائے... چند لمحے تک پھٹی پھٹی آنکھوں سے راؤ بہادر کو گھورتے
رہے... پھر چیخ اٹھے

"تو وہ آپ ہیں... آستین کے سانپ... آپ مجھے قتل کرنا
چاہتے تھے... غدار..."

راؤ بہادر کچھ نہ بولے... اس پر وہ چلائے۔

"اب سانپ کیوں سونگھ گیا... کیا آپ کے پاس اپنی صفائی
میں [illegible] کے لیے کچھ ہے۔"

"ہاں ہے..." راؤ بہادر کاٹ کھانے والے لہجے میں بولے۔

"کیا ہے... بتائیں... کیا ہے۔" جاسم بلا چلائے۔

"وہ پستول نقلی تھا۔"

"جھوٹ... سفید جھوٹ... آپ نے دیکھا انسپکٹر صاحب...
اب یہ جھوٹ گھڑنے پر اتر آئے... لیکن آپ نے بھی پکڑا خوب..."

مانتا پڑتا ہے آپ کو۔" جاسم بلا جلدی جلدی بولا۔

"ابھی اور مانیں گے آپ... ہاں تو رادھیہادر... یہ آپ نے کیا کہا... وہ پستول نقلی تھا... تب پھر آپ نے اس کو جیب سے نکال کر جاسم بلا کی طرف کیوں تانا تھا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"تاکہ آپ دیکھ لیں کہ میں انہیں نشانہ بنانا چاہتا ہوں اور مجھے دوڑ کر روک دیں... لیکن آپ نے میرا ہاتھ نہیں پکڑا... فائر کر دیا... خدا کا شکر ہے... میں بال بال بچا۔"

"آپ پہلے یہ بتائیں... آپ نے یہ سب کیوں کیا۔"

"یہ جھوٹ بول رہے ہیں... پہلے تو انہیں وہ پستول دکھانا چاہیے... جس کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے کہ وہ نقلی ہے۔"

"ہاں واقعی... لیکن آپ کو یہ سن کر دھکا لگے گا کہ وہ پستول ان کی جیب سے میں نے نکال لیا تھا۔"

"جناب آپ بھی جھوٹ بول رہے ہیں۔" جاسم بلا چلائے۔

"میں نے جھوٹ نہیں کہا... اصل کہانی یہ ہے کہ..." یہ کہہ کر وہ رک گئے اور جواب طلب نظروں سے جاسم بلا کی طرف دیکھا۔

"ہاں ہاں! کہیے... اصل کہانی کیا ہے۔"

"اصل کہانی یہ ہے کہ معصوم بیگ نادان نے قتل نہیں کیا تھا... وہ جب باورچی خانے میں داخل ہوا تو قتل ہو چکا تھا... اس نے خوف کی حالت میں چاقو لاش میں سے نکال لیا... اور اس وقت جاسم بلا

وہاں آ گئے اور انہوں نے شور مچا دیا... تاکہ معصوم بیگ ان کی جگہ پکڑا جائے۔"

"کیا کہا... کیا کہا۔" جاسم بلا چلائے۔

"ہاں جناب! بالکل یہی بات ہے... اس ملازم کو آپ نے جان بوجھ کر قتل کیا تھا... اور پھنسا دیا بے چارے معصوم بیگ کو..."

"یہ... یہ جھوٹ ہے... غلط ہے... آخر آپ کے پاس اس بات کا ثبوت کیا ہے۔"

"بھئی اکرام... ثبوت لے آؤ۔"

"ثبوت لے آؤ... کیا بازار سے خرید کر ثبوت لانے کا ارادہ ہے۔" انہوں نے طنزیہ کہا۔

اسی وقت اکرام اندر داخل ہوا... اس کے ساتھ ہتھکڑیاں پہنے ایک اور شخص تھا۔

اسے دیکھ کر جاسم بلا مارے خوف کے اس بری طرح اچھلا کے فرش پر گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔

"یہ لیجیے... اتنے تو یہ بہادر ہیں..." فاروق نے منہ بنایا۔

"اکرام... اسے ہوش میں لاؤ۔"

"یہ کہانی کیا ہے آخر۔" سالار خان ابراری چلا اٹھے۔

"اصل کہانی یہ ہے کہ جاسم بلا ہمارے دشمن ملک کا جاسوس ہے... ہمارے ملک کی معلومات اس ملک کو پہنچاتا رہتا ہے... اس کے تعلقات بڑے بڑے سرکاری آفیسرز سے ہیں... اس شخص کے

ذریعے تمام معلومات بھیجی جاتی ہیں... اس لیے کہ یہ براہ راست اس ملک کا جاسوس ہے... یہ شخص رات کی تاریکی میں ان سے ملنے کے لیے آیا کرتا تھا... جاسم بلا کا دوسرا ملازم رومان خالد نیند کی کمی کا مریض تھا... وہ جاگتا رہتا تھا... اس نے ایک دن ان دونوں کو چھپ کر ملاقات کرتے دیکھ لیا... اور جاسم بلا نے اسے دیکھ لیا... اس نے سوچا... اب اس کا راز اسی صورت راز رہ سکے گا... جب رومان خالد کو ختم کر دیا جائے... چنانچہ انہوں نے اسے چاقو کے وار سے مار ڈالا... اور معصوم بیگ سے کہا کہ باورچی خانے سے فلاں چیز اٹھا کر لے آؤ... یہ بے چارہ وہاں گیا اور پھنس گیا... اس کے پاس اپنی بے گناہی کا کوئی ثبوت بھی نہیں تھا... جاسم بلا جیسے بڑے آدمی کے مقابلے میں اس کی بات کون سنتا... اپنی سزا کاٹ کر یہ واپس آیا تو اسے اور تو کچھ نہ سوجھی... راؤ بہادر کے پاس آگیا... انہیں ساری کہانی سنائی... جس وقت اس پر مقدمہ چل رہا تھا... اس وقت تو اس کی کہانی پر کوئی یقین نہیں کر سکتا تھا... لیکن جب یہ سزا کاٹ کر آیا اور یہ کہانی سنائی تو راؤ بہادر کو یقین کرنا پڑا... کیونکہ وہ تو اب سزا کاٹ چکا تھا... اب جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی... راؤ بہادر کو بہت رنج ہوا... وہ سوچتے رہے... کس طرح جاسم بلا کو مجرم ثابت کریں... آخر انہوں نے یہ ڈراما رچایا... ایک فون مجھے کیا... جاسم بلا کو ایک فون کیا... تاکہ میں اس معاملے میں دلچسپی لوں اور جاسم بلا کے مجرم ہونے کو ثابت کر سکوں... سو اس شخص کے ذریعے ہم نے یہ بات ثابت کر دی... اسے

دیکھ کر جاسم بلا کا بے ہوش ہونا اس کے خلاف سب سے بڑا ثبوت ہے... پھر اس کا بیان بھی ہم حاصل کر چکے ہیں... عدالت میں اب معصوم بیگ نادان کی گواہی بھی کام آئے گی... جاسم بلا بچ نہیں سکے گا اور ابھی تو ہم اس کی کوٹھی کی تلاشی کا وارنٹ بھی حاصل کریں گے... وہاں سے ہمیں اور ثبوت مل جائیں گے... ان شاء اللہ۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے...

ایسے میں جاسم بلا نے آنکھیں کھول دیں۔

"جاسم بلا صاحب... آپ تو بہت بزدل نکلے... آپ سے زیادہ بہادر تو یہ بے چارے معصوم بیگ نادان ثابت ہوئے... جو چپ چاپ جیل چلے گئے... افسوس... صد افسوس... آپ جیسے بڑے آدمی سے ایسی امید نہیں تھی اور یہ امید تو ہرگز نہیں تھی کہ آپ غیر ملکی جاسوس بھی ہو سکتے ہیں... خیر... اب اپنے کیے کی سزا بھگتیں... ہمارا کیا جاتا ہے۔" فاروق کہتا چلا گیا...

باقی لوگ مسکرانے کے سوا اور کر بھی کیا سکتے تھے۔

✋✋✋